مجلّہ طلوعِ اسلام کا اجراء 1938ء میں علامہ اقبالؒ کے ایماء اور قائد اعظمؒ کی خواہش پر عمل میں آیا۔

قرآنی ربوبیت کا پیامبر

طلوعِ اسلام

ماہنامہ ________ لاہور

خط و کتابت: ناظم ادارہ طلوعِ اسلام (رجسٹرڈ) 25-بی گلبرگ 2 لاہور 54660

ٹیلی فون: 876219 فیکس: 92-42-5764484

لمعات	ادارہ	2
بیادِ اقبالؒ	ادارہ	6
عیدالاضحیٰ کیوں منائی جاتی ہے	علامہ محمد اسلم جیراجپوریؒ	10
قربانی کے احکام از روئے قرآن	علامہ غلام احمد پرویزؒ	14
تحریکِ پاکستان کی کہانی	عبدالواحد قریشی	19
شجرِ ممنوعہ	مرزا افضل حسین مغل	38
مراسلت	سید شاہد علی (لندن)	43
قرآنی تعلیم	سعدیہ ظفر	46
پاکستان کے پچاس سال	حنیف وجدانی	50
Why this Emotionalism?	Shamim Anwar	64

قارئین کو یہ دیکھ کر خوشی ہوگی کہ مجلّہ طلوعِ اسلام اپنے دورِ ثانی سے پاکستان کے ساتھ قدم بقدم چل رہا ہے۔

انتظامیہ چیئرمین: ایاز حسین انصاری۔ ناظم۔ محمد لطیف چوہدری

مدیر مسؤل: محمد لطیف چوہدری۔ مجلس ادارت: میجر محمد یوسف ڈار۔ محمد عمر دراز۔ ڈاکٹر صلاح الدین اکبر۔

ناشر: عطاالرحمن ارائیں۔

طابع: خالد منصور نسیم۔ مطبع: النور پرنٹرز 3/2 فیصل نگر ملتان روڈ لاہور۔

مقام اشاعت: B-25 گلبرگ 2 لاہور-54660

جلد 50 شمارہ 04 اپریل 1997ء

بدل اشتراک

ایشیاء، افریقہ، یورپ 6000 روپے آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا 800 روپے اندرون ملک فی پرچہ 15 روپے سالانہ 170 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لمعات

۱- احتساب

حالیہ انتخابات میں مسلم لیگ (نواز گروپ) بھرپور عوامی منڈیٹ کے ساتھ سامنے آئی ہے۔ اس جماعت کو وہ مسائل یقیناً" در پیش نہ ہوں گے جو برسرِاقتدار آنے والی جماعتوں کو دو تہائی اکثریت حاصل نہ ہونے سے پیش آتے ہیں، لہٰذا توقع کی جا سکتی ہے کہ اپنے منشور کے مطابق عوام کی حالت سُدھارنے اور ملک کو اقتصادی ترقی کی راہ پر ڈالنے میں اِسے کوئی دقت پیش نہیں آئے گی اور یہ اہم قومی معاملات پر حتمی فیصلہ دے سکے گی۔

اس میں شبہ نہیں کہ ملک اِس وقت شدید نوعیت کے معاشی اور معاشرتی مسائل سے دوچار ہے۔ اس میں بھی کوئی مبالغہ نہیں کہ ہمارے قائدین اسی ملک کے باسی ہیں۔ اسی ملک میں پلے بڑھے ہیں۔ عوام کی مشکلات سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ مگر انکار اس حقیقت سے بھی نہیں کیا جا سکتا کہ جب تک مسائل کے حل کے لئے صحیح لائحہ عمل اختیار نہ کیا جائے مسائل کا علم ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ مثلاً" یہ علم ہونا کہ فلاں شخص ڈُوب رہا ہے اور خلوصِ نیت یہ چاہنا کہ وہ بچ جائے، اسے ڈوبنے سے نہیں بچا سکتا تاآنکہ اسے بچانے کے لئے صحیح لائحہ عمل اختیار نہ کیا جائے۔

انتخابی مہم کے دوران کرپشن۔ غربت اور جہالت دُور کرنے کے لئے جو نعرے لگائے گئے، ان میں نمایاں نعرہ احتساب کا تھا۔ یہ نعرہ قریب قریب ہر پارٹی کے منشور کا حصہ تھا اور تقریباً" سبھی لیڈروں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر عوام نے انہیں منڈیٹ دیا تو وہ سب سے پہلے معاشرے کے کرپٹ عناصر کا احتساب کریں گے۔

احتساب کے تجربات ہم پہلے بھی کر چکے ہیں۔ حالیہ کرپشن انہی ناکام تجربات کی پیداوار ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس ملک میں احتساب کا عمل جب بھی شروع کیا گیا، کرپشن کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہو گیا۔ بعض لیڈروں کی طرف سے "ٹنگ دیاں گے" قسم کے جذباتی نعرے بھی سننے کو ملے، مگر "ٹنگ دینے" کا وقت آیا تو کہا کہ کرپشن تو موجود ہے مگر ثبوت نہیں مل رہا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ چوروں کو کھلی چھٹی دے دی جائے لیکن یہ وضاحت ضرور کریں گے کہ کرپشن ایک ایسے نظام کی پیداوار ہے جس میں وجہِ تکریمِ انسانیت، جوہرِ ذاتی کی بجائے دولت ہُوا کرتی ہے۔ جس سوسائٹی میں حصولِ دولت ہی وجۂ تکریمِ آدمیت ہو، اس سوسائٹی میں کون ہے جو دولت سے منہ موڑ کر پست سطح کی زندگی بسر کرنے کی جرأت

کر سکے۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ حکومت رسمی احتساب میں اُلجھ کر اپنی توانائیاں صرف کرنے کی بجائے ایک ایسے نظام کی ابتداء کرے جس میں لُوٹی ہوئی دولت لٹیروں کے لئے ازخود وبال جان بن جائے اور آئندہ کسی کو لوٹ مچانے کی جرأت نہ ہو۔

سوچا جائے تو کرپشن کی دو ہی وجوہات نظر آتی ہیں۔ " بھوک " اور " مصنوعی زندگی "۔ کرپشن کی نوبت اس وقت آتی ہے جب جائز ذرائع سے پیٹ نہیں بھرتا اور بھوک ستاتی ہے۔ پیٹ بھر جائے تو پھر مصنوعی زندگی کے لئے کرپشن کی راہ اختیار کی جاتی ہے اور یہ وہ ہوس ہے جس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔بھوک مٹا کر مصنوعی زندگی کا خاتمہ کر دیجئے کرپشن اپنی موت آپ مرجائے گی۔ رہا معیارِزندگی کا دلکش نعرہ' تو معیار زندگی ضرور بلند کیجئے لیکن اتنا یاد رکھیئے کہ اسلامی مملکت کا سربراہ گندم کی روٹی اس روز کھاتا ہے جس روز اسے یقین ہو جائے کہ گندم کی روٹی مملکت کے ہر فرد کی دسترس میں ہے۔

پھر بھی احتساب کا عمل اگر اتنا ہی ضروری ہے' تو احتساب کے لئے افراد کی تلاش کیوں؟ احتساب کیجئے ان سر بفلک عمارات کا۔ احتساب کیجئے عالیشان محلات کا۔ احتساب کیجئے کوٹھیوں میں کھڑی درجن درجن کاروں کا۔ کھیتوں کا کھلیانوں کا' بڑے بڑے پلازوں' سپرسٹوروں اور کاروباری مراکز کا۔ ان میں سے ہر ایک پکار پکار کر بتائیگا کہ وہ کیسے وجود میں آیا اور اس کی تعمیر میں کس کس کا خون شامل ہے۔ احتساب کرنا ہی ہے تو ملک کے چپے چپے پر بکھرے ہوئے یہ ثبوت کیوں کافی نہیں؟۔

2- قائد اعظمؒ کی زندگی پر مبنی فلم

اخبارات میں شائع ہونے والی اطلاعات کے مطابق گولڈن جوبلی کے موقع پر قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی زندگی پر ایک فلم بھی زیر تکمیل ہے' جس کے لئے ایک خطیر رقم حکومت پاکستان نے بھی فراہم کی ہے۔ فلم کا سکرپٹ برطانیہ میں مقیم ایک پاکستان دشمن بھارتی شہری فرخ ڈھوڈی کا تحریر کردہ ہے جسے اکبر ایس احمد کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔ قائد اعظمؒ کا کردار جنسی درندے ڈریکولا کا کردار کر کے شہرت پانے والا برطانوی ایکٹر کرسٹوفرلی ادا کر رہا ہے جب کہ پرتھوی راج کپور جیسے پاکستان دشمن خانوادے کا ایک فرد " ششی کپور " بھی اس ٹیم میں شامل کیا گیا ہے۔ سکرپٹ کے بارے میں جو باتیں زبان زد عام ہیں ان میں قائد اعظمؒ کی عالم بالا میں فرشتوں کے ساتھ گفتگو اور اپنی بیٹی کے ساتھ قابل اعتراض مکالمے پاکستانی عوام کے لئے وجہ اضطراب بن رہے ہی۔ اخبارات اس قسم کے بیانات سے بھرے پڑے ہیں لیکن حیرت ہے کہ تادم تحریر حکومت پاکستان کے ذمہ دار حلقوں کی طرف سے نہ کوئی وضاحت پیش کی گئی ہے اور نہ ہی پاکستان میں اس فلم کی شوٹنگ پر کوئی پابندی عائد کی گئی ہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ مسلم لیگ ابھی زندہ ہے اور مسلم لیگ کے سربراہ سے زیادہ اس بات کا احساس کسے ہو گا کہ پاکستانی عوام کٹ مریں گے لیکن قائد اعظمؒ کی ذات پر کوئی ایسا حرف گوارا نہیں کریں گے

جس سے ان کی شان میں اہانت کا پہلو نکلتا ہو۔

3- نظام عدل و انصاف

معاشرتی بدامنی اور معاشی بدحالی کے ساتھ ساتھ نظام عدل وانصاف پر سے بھی عوام کا اعتماد اٹھ چکا ہے۔ انصاف دلانے والے ادارے' جو کسی ملک کی دکھی انسانیت کی آخری امید ہوتے ہیں' فنی اور تکنیکی موشگافیوں میں الجھ کر JUSTICE DELAYED - JUSTICE DENIED کے مصداق' غیر مؤثر ہو چکے ہیں۔ استغاثہ اول تو چالان ہی پیش نہیں کرتا اور کر بھی دے تو سالہا سال تک گواہوں کا سراغ نہیں ملتا۔ ملزم اس دوران سلاخوں کے پیچھے زندگی گزارتا ہے یا عدالتوں کے چکر لگاتے لگاتے دم توڑ دیتا ہے۔ کاش ہم اس نظام ہی کو سدھار لیتے۔

4- قرآنی تعلیم

قرآن کریم سے بڑھ کر ہمارے نزدیک اور کوئی ذریعہ ہدایت نہیں۔ آئین میں قرآن و سنت کی بالادستی کی شق موجود ہے گو کہ سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اسے فرقہ پرست علماء کی توضیح و تشریح کا پابند بنا دیا گیا ہے جس سے جہاں فرقہ پرستوں کو فرقہ واریت کا آئینی جواز ملتا ہے وہاں قرآن' اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں "مہجور" ہو کر رہ گیا ہے۔ قرآن کریم کے تقدس کو بحال کرنا اور قرآنی اقدار کو فروغ دینا مسلم لیگ کی ترجیحات میں سرفہرست ہونا چاہیے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت نے قرآن کریم کی تعلیم کو میٹرک تک لازمی قرار دے دیا ہے۔ ہمارے نزدیک حکومت کا یہ فیصلہ دُور رس نتائج کا حامل ہو گا۔ قرآن پڑھانے کا انتظام اب تک مساجد نے سنبھال رکھا تھا یا مذہبی درسگاہوں کے سپرد تھا۔ ملک کا وہ طبقہ جو قوم کی بگڑی بنانے میں کارآمد ہو سکتا ہے ان اداروں میں نہ خود قدم رکھتا ہے نہ اپنے بچوں کو ان کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہے۔ اب جبکہ قرآن سکولوں میں پڑھایا جائے گا تو امراء اور اہل علم کے بچے بھی اس سے مستفید ہوں گے اس لئے توقع کی جانی چاہیے کہ حکومت اپنے ان اقدام کے ساتھ اس بات کا اہتمام بھی کرے گی کہ بچوں کو قرآن کے نام پر صرف قرآن پڑھایا جائے۔ قرآن نہ شیعہ ہونے کا سبق دیتا ہے۔ نہ سنی بننے کی ترغیب۔ اس نے اپنے نام لیواؤں کے لئے "مسلم" کا نام پسند فرمایا ہے اس لئے اگر سکول کی چار دیواری کے اندر سب بچے ایک ہی نام سے جانے جائیں اور ایک ہی طریق سے قرآن پڑھیں تو ممکن ہے فرقہ واریت کی گرفت ہم مسلمانوں پر ڈھیلی پڑ جائے اور ہم بھی زندگی کے باقی دن امن و سکون کی فضا میں گزار لیں۔

موجودہ حکومت کی خوش قسمتی ہے کہ وہ اس وقت فرقہ پرست علماء کی گرفت سے آزاد ہے اس

جس سے ان کی شان میں اہانت کا پہلو نکلتا ہو۔

3۔ نظام عدل و انصاف

معاشرتی بدامنی اور معاشی بدحالی کے ساتھ ساتھ نظام عدل وانصاف پر سے بھی عوام کا اعتماد اٹھ چکا ہے۔ انصاف دلانے والے ادارے، جو کسی ملک کی دکھی انسانیت کی آخری امید ہوتے ہیں، فنی اور تکنیکی موشگافیوں میں الجھ کر JUSTICE DELAYED – JUSTICE DENIED کے مصداق، غیر مؤثر ہو چکے ہیں۔ استغاثہ اول تو چالان ہی پیش نہیں کرتا اور کر بھی دے تو سالہا سال تک گواہوں کا سراغ نہیں ملتا۔ ملزم اس دوران سلاخوں کے پیچھے زندگی گذارتا ہے یا عدالتوں کے چکر لگاتے لگاتے دم توڑ دیتا ہے۔ کاش ہم اس نظام ہی کو سدھار لیتے۔

4۔ قرآنی تعلیم

قرآن کریم سے بڑھ کر ہمارے نزدیک اور کوئی ذریعہ ہدایت نہیں۔ آئین میں قرآن و سنت کی بالادستی کی شق موجود ہے گو کہ سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اسے فرقہ پرست علماء کی توضیع و تشریح کا پابند بنا دیا گیا ہے جس سے جہاں فرقہ پرستوں کو فرقہ واریت کا آئینی جواز ملتا ہے وہاں قرآن، اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں "مہجور" ہو کر رہ گیا ہے۔ قرآن کریم کے تقدس کو بحال کرنا اور قرآنی اقدار کو فروغ دینا مسلم لیگ کی ترجیحات میں سرفہرست ہونا چاہیے۔

اخباری اطلاعات کے مطابق حکومت نے قرآن کریم کی تعلیم کو میٹرک تک لازمی قرار دے دیا ہے۔ ہمارے نزدیک حکومت کا یہ فیصلہ دُور رس نتائج کا حامل ہو گا۔ قرآن پڑھانے کا انتظام اب تک مساجد نے سنبھال رکھا تھا یا مذہبی درسگاہوں کے سپرد تھا۔ ملک کا وہ طبقہ جو قوم کی بگڑی بنانے میں کارآمد ہو سکتا ہے ان اداروں میں نہ خود قدم رکھتا ہے نہ اپنے بچوں کو ان کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہے۔ اب جبکہ قرآن سکولوں میں پڑھایا جائے گا تو امراء اور اہل علم کے بچے بھی اس سے مستفید ہوں گے اس لئے توقع کی جانی چاہیے کہ حکومت اپنے ان اقدام کے ساتھ اس بات کا اہتمام بھی کرے گی کہ بچوں کو قرآن کے نام پر صرف قرآن پڑھایا جائے۔ قرآن نہ شیعہ ہونے کا سبق دیتا ہے۔ نہ سنی بننے کی ترغیب۔ اس نے اپنے نام لیواؤں کے لئے "مسلم" کا نام پسند فرمایا ہے اس لئے اگر سکول کی چار دیواری کے اندر سب بچے ایک ہی نام سے جانے جائیں اور ایک ہی طریق سے قرآن پڑھیں تو ممکن ہے فرقہ واریت کی گرفت ہم مسلمانوں پر ڈھیلی پڑ جائے اور ہم بھی زندگی کے باقی دن امن و سکون کی فضا میں گذار لیں۔

موجودہ حکومت کی خوش قسمتی ہے کہ وہ اس وقت فرقہ پرست علماء کی گرفت سے آزاد ہے اس

لئے قرآن کریم کی تعلیم کو عام کرنا اور اس کے تراجم کو گندم نما جو فروشوں کی دست برد سے محفوظ رکھنا اس کے لئے مشکل نہ ہو گا۔ قرآنی تعلیم عام کرنے کے لئے تحریک طلوع اسلام کے پاس بھی ایک منظم اور مربوط نٹ ورک موجود ہے۔ حکومت چاہے تو اس سے استفادہ کر سکتی ہے۔

5۔ جیالے۔ مسلم لیگ کے

حالیہ سیاست نے جن نئی اصطلاحات کو جنم دیا ہے، ان میں "لوٹے" اور "جیالے" کی اصطلاحات اتنی مشہور ہوئیں کہ لوٹے اور جیالے کا لفظ ذہن میں آتے ہی ایک خاص مزاج کی مخلوق ذہن میں سما جاتی ہے۔ مسلم لیگ کے بر سراقتدار آنے پر توقع تھی کہ اب پڑھے لکھے لوگوں کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ ملک میں ہر سُو شرافت، نجابت سادگی اور متانت کا دَور دَورہ ہو گا۔ غیر اخلاقی حرکات اور بے جا نمود و نمائش سے پرہیز ہو گا۔ نہ گلیاں تکے کباب جلنے کی بُو سے معمور ہوں گی نہ سڑکوں پر شاہانہ دستر خوان بچھیں گے۔ مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا۔ بلدیاتی انتخابات کا دُور دُور تک علم نہیں لیکن بلدیاتی کونسلوں کے مسلم لیگی امیدواروں نے ابھی سے بااثر اراکین اسمبلی کو استقبالیوں سے نوازنا شروع کر دیا ہے، جن میں علاقہ کے خاص قسم کے لوگوں کو مدعو کر کے یہ تأثر دینے کی کوشش کی جاتی ہے کہ علاقے کی اصل "قوت" ان کے ساتھ ہے اور پھر اس اصل "قوت" کی خاطر تواضع میں ایسے ایسے جشن منعقد کئے جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر ماضی کے جیالے بھی معصوم نظر آتے ہیں۔ ایسا ہی ایک جشن پچھلے دنوں لاہور کی مضافاتی بستی شالا مار ٹاؤن میں نظر آیا جس کی یاد ہو سکتا ہے فریقِ مخالف اور بھی بڑھ چڑھ کر تازہ کرے۔ خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے۔

● ● ● ●

مسلم لیگ کے لئے لمحہ فکریہ

☆☆☆

مسلم لیگ کو آخر کار یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ وہ مسلمانوں کے اعلیٰ طبقوں کی نمائندگی تک ہی محدود رہے گی یا مسلمان عوام کی نمائندگی بھی کرے گی۔ ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ جو سیاسی جماعت عام مسلمانوں کا درجہ بلند کرنے کی داعی نہیں وہ عوام میں کبھی مقبول نہیں ہو سکتی۔

علامہ اقبالؒ کا مکتوب بنام قائدِ اعظمؒ - 1937ء

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادِ اقبالؒ

(جون 1938ء کے لمعات سے اقتباس)

کیا خبر تھی کہ " طلوع اسلام " جس اسلامی مفکر کے فلسفہ حیات کا صُور پھونکنے' اور مسلمانوں کو صحیح اسلام سے روشناس کرانے کے لئے میدان میں نکلنے والا ہے' وہ علم و عرفان کی دنیا کو یتیم اور غمزدہ چھوڑ کر خدائے کون و مکاں کی لقا کے لئے بے تاب بیٹھا ہے اور مادی قباء کو تن نورانی سے اتار پھینکنے پر تلا ہوا ہے! سچ یہ ہے کہ علامہ محمد اقبال مرحوم و مغفور کو **فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ** کی لے اتنی پیاری لگی کہ پیاسی دنیا کو سیراب کرنے کا خیال ہی نہ رہا اور شیفتگی اور وارفتگی کے عالم میں اتنے تیز قدم اٹھائے کہ علم و فکر کی آبادی اس نقیب زندگی کو دیکھتی کی دیکھتی ہی رہ گئی۔

مرحوم کو خیال ہی نہ رہا کہ فطرت کی بخشائشیں کن امور کی منتظر ہیں اور علم و حکمت کو ابھی ان کی کس قدر ضرورت ہے۔ حقیقت میں یہ عاشق رسولؐ' یہ حکیم اسلام' یہ علم و معرفت کا بحر قلزم اور اسلام کا یہ بے مثال فلسفی **مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ** کی صبر شکن صدا کو سن کر کب تک صبر کرتا؟ اسنے غیب سے یہ صدا سنی' لبیک کہا اور علم و حکمت کو رلاتا ہوا اور خود مسکراتا ہوا اپنے محبوب کے پاس چل دیا!

☆ ☆ ☆

مرحوم نے اپنے غریب خانہ پر 21 اپریل 1938ء کی صبح کو ساڑھے پانچ بجے انتقال فرمایا اور جس خوف سے ساری عمر مسلمانوں کو بے خوف کرتے رہے اس سے یہ کہہ کر۔

" میں مسلمان ہوں اس لئے خوشی سے موت کا استقبال کرتا ہوں "

بغلگیر ہو گئے اور اپنے آخری وقت میں بھی دنیا کو اسلام کی تفسیر بتا دی!

آپ کی وفات سے نہ صرف مشرق کی تابندہ و پائندہ شاعری کو نقصان پہونچا ہے۔ نہ صرف علم و حکمت کی دنیا یتیم ہو گئی ہے۔ نہ صرف اجتماعی زندگی کی شمع گل ہوئی ہے بلکہ انسانی ضمیر کا وہ احساس گم ہو گیا ہے جو وحدتِ انسانی کی بنیاد رجائیت و عمل کی اساس اور فکر و حیات کا سرچشمہ تھا۔

مرحوم و مغفور اقبال اُردو شاعری کے باعث ہندوستان میں اور فارسی کلام کے باعث دنیا کے گوشہ گوشہ میں متعارف ہیں اور ہر شخص ان کے خیالات و نظریات سے ان کے کمالاتِ علمی کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ گو انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ لاہور میں گزارا اور ہندوستان میں رہ کر ہندوستانی کہلائے' مگر

حقیقت میں وہ کسی ایک ملک، کسی ایک قوم اور کسی ایک دَور کی شخصیت اور ملکیت نہ تھے۔ وہ دورِ حاضرہ کی انسانیت کی امانت تھے۔ وہ حکیم تھے، ان کی تشخیص درست تھی اور بیماری کے اسباب کو اچھی طرح سمجھتے تھے انہوں نے انسان کی مصیبتوں کا جو علاج تجویز کیا تھا اس کی بنیاد بھی انسانیت اور ضمیر کی آواز تھی۔

☆ ☆ ☆

اقبالؒ کا خزانۂ علم و حکمت عام ہے۔ دنیا تیس سال سے ان کے موتیوں سے اپنے دامن بھرتی رہی ہے اور خدا جانے کتنی سعید روحیں ہیں جنہوں نے اقبالؒ کے پیام کو سنا اور ان کے نظریاتِ اسلام کے اُس سانچہ میں ڈھل گئے جس سے بہتر فطرت نے کوئی دوسرا سانچہ تیار نہیں کیا ہے۔ گو شاعری کا اعلیٰ سے اعلیٰ تصور اور بہتر سے بہتر تخیل بھی مرحوم کے مخصوص علمِ کلام کا آئینہ دار نہیں ہو سکتا تاہم ان کی بے مثال شاعری نے جس طرح اسلامی ضمیر کی تشکیل کی ہے، اور موجودہ مذہبی اور سیاسی ماحول میں اسلام کے فلسفہ کو جس بلندی پر پہونچایا ہے اس کی مثال موجودہ صدی میں ملنی محال ہے۔

اقبالؒ، ہمیشہ مذہبی بنیادوں پر مسلمانوں کے حقوق کے علمبردار رہے۔ ان کا ایمان تھا کہ جب تک مسلمان دورِ اول کی زندگی کو اختیار نہیں کریں گے اور کتاب و سنت کو اپنے عمل و فکر کی بنیاد قرار نہیں دیں گے اس وقت تک ان کو نہ مغرب پرستی تباہی سے بچا سکتی ہے اور نہ یورپ زدگی ان کے درد کی دوا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ وہ ساری عمر اس فلسفۂ حیات کا درس دیتے رہے اور یہ ہی سرچشمہ ان کو مسلم کی زندگی میں نظر آتا رہا۔ اس لئے وہ مسلم بن کر جئے، مسلم بن کر میدان میں آئے اور مسلم بن کر واصل بحق ہوئے۔ ان کے نزدیک زندگی کا راز، فلسفہ حیات کا نکتہ، اور عظمت و کامرانی کا جوہر کتابِ الٰہی کے صرف اس ٹکڑہ میں پوشیدہ تھا۔

رَبِّ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ

اے پروردگار! مجھے مسلم بنا کر اٹھا اور صالحین کی معیت نصیب کر!

☆ ☆ ☆

مرحوم کا دائرۂ خدمت سب سے زیادہ وسیع اور ہمہ گیر تھا۔ انہوں نے دنیا کو اجتماعی زندگی کا درسِ عمل دیا۔ رجائیت اور خودداری پر اپنے فلسفہ کی بنیاد رکھی، زندگی کے جذبات میں تلاطم پیدا کیا، دماغوں کو رفعت اور بلندی بخشی، قوم کی ذہنیت اور مزاج میں ایسا انقلاب پیدا کیا جو آئندہ ایک عرصہ تک ہر اصلاحی تحریک میں بنیادی عنصر کا کام دیتا رہے گا۔

اقبالؒ کا عقیدہ تھا، اور کون اسلام کا عارف اور حکیم ہے جو اس کا قائل نہ ہو، کہ اسلام میں اتنی وُسعت، اتنی ہمہ گیری اور اتنی صلاحیت موجود ہے کہ جو قوم اپنے نظامِ حیات کو قرآن حکیم کے

سپرد کر دے گی قرآن زندگی کے قدم قدم پر اس کی رہنمائی کرے گا اور قوم کا مزاج عقلی اس سے تقویم پاتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مرحوم زندگی کے کسی نظام سے مطمئن نہ تھے اور دنیا کی کوئی غلط تحریک ان کے دماغ کو متاثر نہ کر سکی۔ ان کے نزدیک زندگی کا مکمل نظام اور ضابطۂ حیات صرف اسلام ہے اور بلا شبہ جو شخص بھی مرحوم کی سی گہری نظر رکھے گا وہ ہزار ٹھوکریں کھانے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔

☆☆☆

مثل مشہور ہے کہ مرنے کے بعد انسان کی قدر ہوتی ہے مگر مرحوم اس کلیہ سے مستثنیٰ ہیں۔ آپ کو اپنی زندگی میں رفعت و عظمت کا وہ بلند مقام حاصل ہوا جو صرف آپ ہی کے لئے مقدر تھا۔ آپ کا کلام صرف انگریزی میں بلکہ یورپ کی دیگر زبانوں میں بھی ترجمہ کیا گیا اور اس سے مغرب کے دانشوروں نے انانیت' عزم' خودداری اور رجائیت کے سبق سیکھے۔ اگرچہ مغرب کو معلوم تھا کہ اقبال؟ مغرب کی مادی تہذیب کے سخت مخالف ہیں اور وہ اسلام کے عملی نظریہ کے مطابق روحانیت اور مادیت کا حسین امتزاج چاہتے ہیں تاہم ان کے فلسفہ حیات کی تشریح نے مغربی مفکرین کے فکر و نظر کو جلا بخشی اور ان کو کلام اقبال؟ کے صدقے میں زندگی کا راز معلوم ہوا۔

اقبال کبھی اپنی زندگی میں کسی سے مرعوب نہیں ہوئے' پان اسلامزم کے خلاف فرانس کا پروپیگنڈہ آپ کے اسلامی جسم میں وحدتِ اسلامی کی نئی اور تازہ روح پھونک دیتا ہے۔ وطنیت اور قومیت کا وہ فرنگی تصور جس نے اسلامی ممالک کے بڑے بڑے اسلامی مفکرین تک کو اپنے چنگل میں پھنسا لیا ہے وہ اس سے ذرہ برابر بھی متاثر نہ ہوئے' بلکہ ساری عمر ان بتوں کو توڑنے میں گزاری' یہاں تک کہ یہ مردِ مسلم یورپ کا سفر کرتا ہے اور وہاں سے اسلامی حرارت لے کر واپس ہوتا ہے' حالانکہ یورپ ہی وہ مقام ہے جہاں جا کر بڑے سے بڑے متقی کا قلب و دماغ کمزور ہو جایا کرتا ہے' مگر اقبال؟ اس امتحان میں بھی ثابت قدم رہتا ہے اور یورپ کے طواف سے اس کا اسلامی دماغ اور پختہ ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

غرض علامہ اقبال؟ اقوامِ مشرق کے لئے اپنے کلام میں فکر و حیات کی وہ آگ سلگتی چھوڑ گئے ہیں جس سے قومیں زندگی اور قوت کی حرارت حاصل کرتی رہیں گی۔ کیونکہ وہ ایک معلم و مفکر ہی نہ تھے' بلکہ انسانی ضمیر کے محرک بھی تھے اور ہمارا ایمان ہے کہ جب تک علم و حکمت باقی رہے گا' جب تک انسانیت کے احترام کا جذبہ سینوں سے اُبلتا رہے گا' جب تک ملوکیت اور حکمرانی کی اصلاحی تحریکیں جاری رہیں گی اس وقت تک اس حکیم اسلام و مصلحِ نظم کی یاد بھی تازہ رہے گی!

بقول اخبار "الشمس" اقبال؟ کے فقدان سے ہم فقیر ہو گئے ہیں مگر ان کے زندہ کلام نے ہم کو اس قدر غنی کر دیا ہے کہ ہم ہمیشہ دارائی اور سکندری کرتے رہیں گے۔

اے خدا مرحوم کو اپنی رحمتوں سے نواز دے اور اپنے بندوں کے اس محبوب بندہ کو اپنی محبوبیت اور مغفرت کی چادر میں ڈہانک لے اور جملہ منتسبین کے قلب حزین پر صبر جمیل کا القاء فرما آمین۔

مثلِ ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستان ہو ترا
آسماں تری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے۔
اقبالؒ

● ● ● ●

یہ ٹھیک ہے کہ

ہماری تباہی و بربادی' نکبت و زبوں حالی' ویرانی و خانماں خرابی' قتل و غارتگری اور مصائب و تکالیف کی ذمہ داری ایک حد تک' ہمارے اربابِ حل و عقد کی ناعاقبت اندیشی اور غلط روی ہے۔

ہماری موجودہ کس مپرسی اور بیچارگی' مفلسی اور محتاجی' بے سروسامانی اور لا وارثی' بڑی حد تک عمائدینِ حکومت کی تغافل کیشی اور تساہل انگاری کی وجہ سے ہے۔

ہماری پریشانیاں اور رسوائیاں' ایک گونہ ان کی بد نظمیوں اور بد عنوانیوں کا نتیجہ ہیں۔

ہماری کھانے کے لئے روٹی' پہننے کو کپڑا' رہنے کو مکان اور دیگر ضروریات زندگی باآسانی میسر آ سکتی تھیں اگر افسران متعلقہ میں بد دیانت' اور خائن' نالائق اور ناہنجار نہ ہوتے

ہماری مصیبتوں کا بوجھ بہت ہلکا ہو سکتا تھا اگر ان اربابِ نظم و نسق میں ایسے لوگ نہ ہوتے' جو مُردوں سے کفن تک اتار لینے میں کوئی باک نہ سمجھتے ہوں۔

ہاں یہ ٹھیک ہے اور بالکل ٹھیک ہے کہ ہم آج اس قدر ذلیل و خوار اور زبوں حال و نادار نہ ہوتے' اگر ہمارے وہ صاحبان عزت و ثروت اور اربابِ دولت و سطوت کہ جنہیں کچھ معلوم نہیں کہ دکھ اور تکلیف کسے کہتے ہیں اور مصیبتوں اور پریشانیوں سے انسان پر کیا گذرتی ہے۔ لیکن با ایں ہمہ وہ ہمارے دکھوں اور تکلیفوں میں برابر کے شریک ہونے کے لفظی دعویدار ہیں۔

یہ سب بجا اور درست ہے۔ لیکن (صفحہ 13 پر دیکھئے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عید الاضحیٰ کیوں منائی جاتی ہے۔

(علامہ محمد اسلم جیراجپوری کی ایک نشری تقریر)

عید الاضحیٰ حج کے سلسلہ میں منائی جاتی ہے۔ ۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں جو مکہ سے ۱۵ میل کے فاصلے پر ہے حج کا اجتماع ہوتا ہے۔ وہاں سے سورج ڈوبنے کے وقت حاجیوں کا قافلہ روانہ ہو کر رات کو مزدلفہ میں آکر ٹھہرتا ہے۔ اگلے روز وہ مزدلفہ سے منیٰ کے مقام میں آجاتا ہے جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں حاجی لوگ حج کے فریضہ کو ادا کر لینے کی خوشی میں ابراہیمیؑ رسم کو تازہ کرتے ہیں اور تین دن تک اللہ کے نام پر قربانیاں کر کے خود بھی کھاتے ہیں' اپنے دوستوں اور غریب اور محتاج بھائیوں کو بھی کھلاتے ہیں۔ اس حج کے ادا ہونے کے شکریہ میں ساری دنیا کے مسلمان خواہ وہ کسی ملک میں بستے ہوں اور کسی قوم کے ہوں عید کا دوگانہ پڑھتے ہیں اور اپنے ان بھائیوں کی خوشی میں جنھوں نے بیت اللہ پہونچکر حج ادا کیا ہے شرکت کرتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بتا دینا ضروری ہے کہ حج کیا ہے اور اس کی اہمیت اسلام میں اس قدر کیوں ہے کہ اس کی ادائیگی پر ساری امت عید مناتی ہے' شکریہ کا دوگانہ پڑھتی اور اس کے نام پر قربانیاں کرتی ہے۔

یہ تو ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کے پانچ رکن ہیں۔ کلمہ توحید' نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج اور ہر رکن ایک خاص مقصد کے لئے ہے۔ ان میں سے ملتِ اسلامیہ کی اجتماعی ترقی اور اصلاح' حج سے تعلق رکھتی ہے۔ دراصل یہ دنیا کے تمام مسلمانوں کا سالانہ بین الاقوامی اجتماع ہے جس میں آپس میں مل جل کر ہر قسم کے دینی' دنیاوی' علمی اور عقلی فائدے حاصل کئے جا سکتے ہیں اور ملت میں جو خرابیاں واقع ہوں ان کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔

اس کا مرکز بیت اللہ یعنی کعبہ ہے جو شہر مکہ میں ہے اور جس کی بنیاد خالص توحید یعنی اکیلے اللہ کی پرستش پر رکھی گئی ہے اور جس کی طرف تمام دنیا کے مسلمان رُخ کر کے اپنی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس توحید کے گھر کو اللہ نے یہ خصوصیت بخشی ہے کہ وہاں پہونچ کر مسلمان کے دل میں اللہ کا ایسا ڈر پیدا ہو جائے جس کا گمان اور اندازہ بھی دوسری جگہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے یہاں جو کچھ وہ کہے گا' یا کریگا اس کی بنیاد نیک نیتی پر ہو گی۔

کعبہ کی تعمیر اور حج کا تاریخی تعلق حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے عہد سے ہے جن کو گزرے ہوئے آج کم و بیش چار ہزار سال کا زمانہ ہوا۔ ان کو اللہ نے جب توحید کی روشنی بخشی اور اپنا رسول بنایا اس وقت ان کے گھر' کنبہ اور بستی کے لوگوں نے ان کی مخالفت کی یہاں تک کہ ان کی دشمنی سے تنگ آ کر انہوں نے اکیلے اللہ کی خاطر اپنے باپ' خاندان اور وطن کو چھوڑ دیا۔ وہ جس وقت حجاز کے اس حصہ میں اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ساتھ لے کر آئے اس وقت اللہ کے حکم سے ان دونوں باپ بیٹوں نے دلی دعاؤں کے ساتھ اکیلے اللہ کی عبادت کے لئے کعبہ تعمیر کیا۔ یہی دنیا میں موحدوں کی یعنی اکیلے اللہ کے ماننے والوں کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ اللہ نے ان کی دعائیں قبول کیں اور اس گھر کو بڑی برکت دی اور حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ اپنے فائدوں کی خاطر حج کے لئے آیا کریں۔

اس اعلان کے بعد حج شروع ہوا اور عرب کے باشندے یہاں سالانہ حج کے لئے آنے لگے اور یہی ان کا سب سے بڑا دینی اور قومی تیوہار ہو گیا جس میں تمام قبیلوں کے رؤسا بھی آ کر شریک ہوتے تھے۔ اگر کوئی نہیں آسکتا تھا تو اپنا قائم مقام بھیج دیتا تھا کیونکہ اسی موقع پر اس کے سارے قومی معاملے مثلاً" قبیلوں کے جھگڑے۔ باہمی خونوں کے مقدمے اور سرداری کے تنازعے وغیرہ چکائے جاتے تھے۔ علاوہ بریں خرید و فروخت اور تجارت کی بھی گرم بازاری رہتی تھی۔ آخر میں صدیوں پر صدیاں گزر جانے کی وجہ سے اس میں بہت سی خرابیاں پڑ گئیں کیونکہ حج عرب کے باشندے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کی رہنمائی میں کرتے تھے جو مکہ میں کعبہ کی مجاور تھی اور قریش کے نام سے پکاری جاتی تھی۔ یہ لوگ دین کی حقیقت سے ناواقف ہو گئے تھے اور اَن پڑھ تھے۔ انہوں نے اس حج کو جس کی بنیاد اکیلے اللہ کی پرستش پر تھی' مشرکانہ رسموں کا مجموعہ بنا لیا تھا اور کعبہ میں جو توحید کا گھر تھا' سینکڑوں بت لا کر رکھدیئے تھے جن کی پوجا ہوتی تھی۔ جب قریش کے گھرانے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور اللہ نے ان کو اپنا سب سے آخری اور سارے جہان کے لئے رسول بنایا تو ان کی امت پر بھی حج فرض کر دیا۔ یعنی ہر مسلمان پر جو مکہ تک جانے آنے کی طاقت رکھتا ہو زندگی میں ایک بار حج کرنا لازم ہے۔ انہوں نے اللہ کے حکم سے پھر اس حج کو شرک کی رسموں سے پاک کرکے اس کی اصلی شکل میں قائم کیا۔ ۹ھ پہلا سال ہے جس میں عہدِ ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کے بعد صحیح طریقہ سے یہ فریضہ ادا کیا گیا۔ اس حج میں امیر حضرت ابو بکر صدیقؓ تھے۔ اور نقیب حضرت علیؓ۔ دوسرے سال یعنی ۱۰ھ میں خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا کیا جس میں تقریباً" سوا لاکھ مسلمان شریک تھے۔

یہ رُکن یعنی حج چونکہ اسلام اور ملّت کے ہر طرح کے اجتماعی فائدوں کے لئے ہے اس لئے اس کی بہت بڑی دینی اہمیت ہے۔ سال کا ایک چوتھائی حصہ یعنی شوال۔ ذی قعد۔ اور ذالحجہ تین مہینے اس کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ حج کی نیت کرنے والے خالص توحید اور اکیلے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے جائیں۔ نہ لڑیں۔ نہ جھگڑیں نہ بد زبانی کریں اور کعبہ پہونچنے سے سینکڑوں میل پہلے ہی سے

مقررہ میقاتوں یعنی مقاموں سے مرد، بے سلا ہوا جامۂ احرام پہن لیں۔ ایک لنگی اوپر اور ایک لنگی نیچے تاکہ امیر و غریب، آقا و غلام اور شاہ و گدا کا فرق باقی نہ رہے۔ اور سب برابر کے بھائی ہو کر اسی ایک لباس میں لبیک لبیک یعنی حاضر حاضر پکارتے اپنے مالک کے آستانہ میں آن موجود ہوں۔

وہاں سب سے پہلا کام جس سے حج شروع کیا جاتا ہے یہ ہے کہ سات بار کعبہ کے ارد گرد طواف کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس کی توحید پر جس کی عبادت کے لئے یہ گھر بنایا گیا ہے نثار کرتے ہیں کہ اگر جان بھی دینی پڑیگی تو اس سے نہیں پلٹیں گے۔

طواف کے بعد حج کے دوسرے فرائض مکہ ہی میں ادا کئے جاتے ہیں۔ ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو حاجیوں کا قافلہ مکہ سے روانہ ہوتا ہے۔ ۹ر تاریخ کو عرفات کے میدان میں سب جا کر جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی اجتماع کا نام حج ہے۔

حج کی ایک بڑی غرض یہ ہے کہ دنیا کی مسلمان قوموں کے نمائندے جو وہاں پہنچیں، آپس میں ملکر باہمی تعلقات پیدا کریں اور ان کو یہ علم ہو جائے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں یا ان سے کیا مدد لے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ خلفاء و امراء، ملکی اور انتظامی معاملات میں باہم مشورے کریں اور رعایا کی شکائتیں، ضرورتیں اور خواہشیں ان کو معلوم ہوں۔ اس لئے حج میں ملکی، ملی، دینی اور دنیاوی ہر طرح کے فائدے ہیں۔ جب تک اسلامی حکومت قرآن کے مطابق تھی صوبوں کے حکام حج کے موقع پر مکہ میں آتے تھے اور اکثر خلیفہ وقت امیر الحج ہوتا تھا۔ اگر کسی وجہ سے وہ نہیں آ سکتا تھا تو کسی کو قائم مقام بنا کر بھیجتا تھا۔ الغرض حج مسلمانوں کا سب سے بڑا ملی اور دینی اجتماع ہے جس میں دنیا کی چاروں سمتوں سے ہر قوم کے مسلمان دُور دراز ملکوں سے جنگل، بیابان، کوہ اور دریا طے کرتے ہوئے مکہ میں آکر جمع ہوتے ہیں جن کی نیتِ خالص یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی توحید کے کلمہ کو بلند کریں۔ اس لئے تمام دنیا کے مسلمانوں کی نگاہیں اپنے ان نمایندوں کی طرف لگی رہتی ہیں، کہ وہ توحید کی سر بلندی اور ملت کی بہتری کے لئے کیا کیا سوچتے اور کیا کیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت حج سے فارغ ہو کر دس تاریخ کو منیٰ کے مقام میں آکر حج ادا کرنے کی خوشی مناتی ہے تو ساری دنیا کے مسلمان اس خوشی میں ان کے ساتھ شرکت کرنے کے لئے اپنے اپنے ملکوں اور اپنی اپنی بستیوں میں عید مناتے، شکریہ کا دوگانہ پڑھتے اور قربانیاں کر کے کھاتے اور کھلاتے ہیں جس سے اس بات کا اظہار مقصود ہے، کہ حاجیوں نے حج کا اجتماعی فریضہ جو ادا کیا ہے اس میں تمام ملت ان کے ساتھ ہے۔

ایک مدت سے جس طرح مسلمانوں کے دوسرے دینی کام بے رُوح اور بے جان ہیں اور محض رسمی طور پر آخرت کے ثواب کی غرض سے کئے جاتے ہیں دنیاوی فائدوں سے خالی ہو گئے ہیں، وہی حال حج کا بھی ہے لیکن باوجود اسکے کہ مسلمانوں نے مشکل سے مشکل اور سخت زمانوں میں بھی اس کو جاری رکھا ہے اور برابر ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ اللہ پھر ان کے کاموں میں جان

الدنیا۔ اور وہ صحیح معنوں میں حج ادا کرنے لگیں گے۔

آخر میں اپنے تمام بھائیوں اور بہنوں کو عید مبارک باد دیتا ہوں۔ اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اسلام کے ارکان کی حقیقتوں کے سمجھنے کی کوشش کریں۔ اللہ ہم سب کے ساتھ ہو۔

● ● ● ●

☆ لیکن...... کیا آپ چاہتے ہیں کہ ☆

یہ خطہ زمین جو ہمارے لئے اس وقت گوشہ عافیت ہے ہمارے ہاتھوں سے نکل کر دشمنوں کے ہاتھوں میں چلا جائے۔

اگر آپ یہ نہیں چاہتے!

اور چاہتے ہیں کہ آپ اور آپ کی آنے والی نسلیں مسلمانوں کی زندگی جئیں اور مسلمانوں کی موت مریں۔

تو اسے بھول جاؤ کہ

یہ ارباب دولت و سطوت اس وقت کیا کر رہے ہیں۔ صرف یہ یاد رکھو کہ پاکستان کے خطہ زمین کے تحفظ کے لئے آپ نے کیا کرنا ہے۔

اگر آپ نے اسے یاد رکھا تو

یہ سب طرہ بازانِ دجل و فریب اس انقلاب کے سیلاب میں بہ جائیں گے جو آپ کے ہاتھوں سے وجود میں آئیگا اور اس وقت صرف وہی سرفرازی کی زندگی بسر کریگا جو شرف انسانیت کے جوہر سے بہرہ یاب ہو گا۔ اس کے لئے ایک ایسی جماعت بن جاؤ جس کے متعلق قرآن نے کہا ہے۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ ..... فَلَا تَخَافُوْھُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (3/171-174)

وہ لوگ کہ جنہیں شکستِ ناکامی کے زخم لگ چکے تھے لیکن بایں ہمہ جب انہیں خدا اور رسولؐ نے میدان میں آنے کیلئے آواز دی تو انہوں نے فوراً لبیک کہا۔ یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے حسنِ عمل اور تقویٰ کی راہ اختیار کی اور انہی کیلئے اجرِ عظیم ہے۔ وہ لوگ جب ان سے کہا گیا کہ دشمنوں نے تمہارے خلاف بڑے بڑے مہیب لشکر جمع کر رکھے ہیں ان سے ڈرو تو اس سے ان کے ایمان میں اور تقویت پیدا ہو گئی اور وہ دل کے کامل اطمینان سے پکار اٹھے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے یہ کہہ کر وہ مقابلہ میں جم کر کھڑے ہو گئے اور پھر اللہ کی نعمتوں سے دامن بھرے ہوئے واپس لوٹے۔ کوئی انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچا سکا اور انہوں نے رضائے الٰہی کی پیروی کی۔ اور اللہ بڑے فضل و کرم کا مالک ہے۔ یاد رکھو یہ شیطان ہے جو تمہیں اپنے ساتھیوں کے لشکروں سے ڈراتا ہے۔ ان سے مت ڈرو۔ صرف ایک اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو تو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربانی کے احکام از روئے قرآن

(علامہ غلام احمد پرویزؒ کی نشری تقریر)

مختلف اسلامی ملکوں کے نمائندے جو عید الفطر کے بعد، اپنا اپنا مقامی پروگرام لے کر، ملّتِ اسلامیہ کے مرکز کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ 10ر ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں پہنچیں گے جہاں ان کا ایک دوسرے سے تعارف ہوگا۔ امیر ملت خطبہ ارشاد فرمائیں گے۔ حج کے ارکان سے فارغ ہوں گے تو منیٰ کے میدان میں جمع ہو کر قربانی کے جانوروں کو اللہ کے نام پر ذبح کریں گے تاکہ باہر سے آئے ہوئے مہمانوں اور مقامی محتاجوں کے کھانے کا انتظام ہو۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کہ اس اجتماع کے لئے یہ مقام کیوں منتخب کیا گیا؟ یہ قربانی کس جلیل القدر واقعہ کی یاد میں قائم کی گئی؟ اس رسم کی روح کیا ہے اور اس روح کا ماحصل کیا؟

☆☆☆

آج سے قریباً چار ہزار سال پیشتر سرزمین عراق میں ایک جابر اور سرکش قوم حکمران تھی۔ حکومت اور دولت کے نشہ نے انہیں خدا سے بھلا رکھا تھا۔ بادشاہ وقت کی پرستش ہوتی تھی۔ چاند، سورج، ستارے۔ حتیٰ کہ مٹی اور پتھر کے بت پوجے جاتے تھے۔ لیکن، اللہ کی قدرت دیکھئے کہ اس نے اس ظلمت اور جہالت کے مرکز سے ایک ایسے عظیم الشان خدا شناس کو اُٹھایا جو دنیا کے لئے پیامِ توحید کا مرکز بن گیا۔ اس برگزید ہستی کا نام تھا حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام۔ اس سچائی کے علمبردار نے اللہ کے پیغام کی نشرو اشاعت میں جس قدر تکالیف اٹھائیں ان کے ذکر کا یہ موقعہ نہیں۔ اس وقت ہم صرف یہ دیکھیں گے کہ اللہ کا مخلص بندہ اپنے آقائے حقیقی کے ایک ہلکے سے اشارہ پر، برضا و رغبت، کتنی بڑی قربانی کے لئے تیار ہو گیا۔ آپ کی عمر زیادہ ہو چکی تھی اور اولاد کی کوئی امید نہ تھی۔ آپ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا ہوا اور ایک فرزند سعید و ارجمند کی بشارت ملی۔ ان منتوں اور دعاؤں کا بچہ، اور وہ بھی بڑھاپے کی عمر میں، جس قدر بھی پیارا ہو کم ہے۔ بچہ بڑھا۔ پھولا پھلا، کام کاج میں باپ کا ہاتھ بٹانے لگا تو خواب میں اشارہ ملا کہ بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا جائے۔ کہنے کو تو یہ حکم دو لفظوں میں ادا ہو گیا۔ لیکن

دل صاحبِ اولاد سے انصاف طلب ہے؟

بال بچوں والے ذرا کلیجہ تھام کر سوچیں تو سہی کہ اس حکم کی تعمیل میں کتنی قیامتیں پوشیدہ تھیں۔

ایسا بچہ برابر کا جوان بیٹا' عصائے پیری' تمام زندگی کی امیدوں کا ایک ہی آسرا' اور اسے اپنے ہاتھوں ذبح کر دیا جائے! لیکن پریت کی ریت نیاری ہے۔ دیارِ محبت کے قانون اس دنیا سے جداگانہ ہیں۔ وہاں تو کچھ بھی اپنا نہیں ہوتا۔ حکم کا اشارہ پایا اور لبیک! **اللھم لبیک!** کہتے ہوئے سر جھکا دیا۔ بیٹے کو ساتھ لے کر نکلے راستے میں پوچھا' اے بیٹا! **اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی** میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ کہو تمہارا کیا خیال ہے؟ سوال آپ نے سن لیا۔ اب اس بچے کا جواب بھی سن لیجئے۔ عرض کیا' **یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ** ○ ابا جان! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے' بلا تأمل کر گزریئے۔ انشاء اللہ آپ مجھے ثابت قدم پائیں گے

سبحان اللہ' باپ' تو ان ارادوں کا باپ' اور بیٹا تو اس حوصلے کا بیٹا' باپ نے بیٹے کو زمین پر لٹا دیا۔ چھری ہاتھ میں لی۔ باپ نے اپنی محبت کے تمام جذبات اور بیٹے نے اپنی جان اور جوانی کو محبوبِ حقیقی کے ایک اشارے پر قربانگاہِ عشق میں بھینٹ کے لئے حاضر کر دیا۔ یہ تسلیم و رضا کی آخری منزل تھی چھری چلنے کو تھی کہ آواز آئی۔

یٰٓاِبْرٰہِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ○ وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ○ وَتَرَکْنَا عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرِیْنَ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِبْرٰہِیْمَ ○ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ○

" صد مرحبا اے ابراہیمؑ (تو نے تو کمال کر دیا) بے شک تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ ہم مخلص بندوں کو اسی طرح اپنی رحمت سے نوازا کرتے ہیں۔ **یقیناً** " یہ امتحان بہت بڑا تھا (جس میں تو پورا اُترا ہے) ہم اس کے بدلے میں تمہیں ایک بہت بڑی قربانی دیتے ہیں جو قیامت تک یادگار رہے گی۔ درود و سلام ہو ابراہیمؑ پر' ہم اپنے مخلص بندوں کو ایسا ہی اجر دیا کرتے ہیں۔ "

اس عظیم الشان صحرائی قربانگاہ کی مقدس زمین کو اللہ نے " اپنا گھر " بنانے کے لئے منتخب فرمایا اور دنیا کے تمام توحید پرستوں کو حکم دے دیا کہ وہ اسے نمازوں کا قبلہ۔ اپنی آرزوؤں کا کعبہ اور اپنی اجتماعی زندگی کا مرکز قرار دیں۔ دنیا کے ہر حصہ سے چل کر یہاں پہنچیں اور اس واقعہ عظیمہ کی یاد میں ہر سال تسلیم و رضا اور اطاعت و ایثار کے پیمان کو تازہ کریں۔ یہ ہے وہ مقام جہاں یہ اجتماع ہوتا ہے اور یہ ہے وہ واقعہ جس کی یاد میں قربانی کے جانور اللہ کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں۔ قربانی کے جانوروں کے متعلق فرمایا کہ۔

لَکُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ مَحِلُّھَآ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ○

(ان جانوروں میں ایک وقت مقررہ تک تمہارے لئے (طرح طرح کے) فائدے ہیں۔ پھر اس خانۂ قدیم تک پہونچا کر ان کی قربانی کرنی ہے)

اس قربانی سے مقصد یہ ہے کہ **فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ** ○ قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور بھوکے محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ یعنی اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ تم یونہی جانوروں کا خون بہاؤ اور نذر کے طور پر ذبح کر کے انہیں گڑھوں میں دبا دو۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہ قربانیاں اللہ کے ان مہمانوں کی جو اس تقریب پر اللہ کے گھر میں جمع ہوئے ہیں اور محتاجوں اور مسکینوں کی غذا کا کام دیں۔ پھر ان واضح احکامات کے بعد' کھلے کھلے الفاظ میں' یہ بھی بتا دیا کہ یاد رکھو! کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ اللہ کو تمہارے ان چڑھاوؤں کی ضرورت ہے! وہ اس خونریزی سے خوش ہوتا ہے! یا محض اس رسم کی ادائیگی سے تم اس مقرب بن سکتے ہو۔ ہرگز نہیں۔

لَنْ يَنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا۔ وَلٰكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ○

" یاد رکھو۔ اللہ تک ان قربانیوں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے نہ خون۔ اس کے حضور جو کچھ پہنچ سکتا ہے وہ تو صرف تمہارا تقوےٰ ہے۔ (یعنی اس کے احکام کی پابندی میں تمہاری خواہشات و جذبات کی قربانی) باقی رہا یہ کہ اس نے ان جانوروں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے (کہ تم ان سے فائدے حاصل کرو اور کام لو) تو یہ اس لئے نہیں تم اپنے آپ کو بڑی قوتوں کا مالک سمجھنے لگ جاؤ اور سرکشی اختیار کر لو۔ بلکہ اس لئے کہ تم اللہ کے نام کی بڑائی کا آوازہ بلند کرو۔ یقیناً" اس میں اس کے مخلص بندوں کے لئے (بہترین نتائج کی) خوشخبری ہے "

یہ ہے قربانی کی اصل اور یہ ہے اس کی رُوح۔ یہ ہے اس کی غائت اور یہ ہے اس سے مقصود کہ اس رسم کی ادائیگی سے یہ حقیقت آنکھوں کے سامنے آ جائے کہ اگر اس کا حکم ہو تو حضرت خلیلِ اکبر اور جنابِ ذبیح اللہ علیہما السلام کی طرح اولاد اور اپنی جان جیسی چیزیں بھی اس کی راہ میں بلا تأمّل قربان کر دی جائیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر ایک مسلمان صحیح معنوں میں **عبدِ مسلم** بنتا ہے۔ **بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ**۔ ہاں جس نے اپنے تمام ارادوں اور خواہشوں کو اللہ کے حکم کے تابع کر دیا۔ وہی مسلمان ہے۔

یہ شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

قربانی ہمیں یہی سکھاتی ہے کہ سچا مسلمان کیسے بنا جاتا ہے۔ آپ سب کو عید مبارک ہو۔

● ● ● ●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماخوذ

ناقابل فراموش

حضرت عمرؓ کے عہد میں بیت المقدس فتح ہوا تو غیر مفتوح و مغلوب قوم کے ساتھ ایک فاتح و غالب قوم نے جو معاہدہ کیا' قابل غور ہے۔ یہ معاہدہ حضرت عمرؓ کی موجودگی میں اور انہی کے الفاظ میں لکھا گیا تھا۔

" یہ امان وہ ہے جو خدا کے غلام' امیر المومنین' عمر نے ایلیا کے لوگوں کو دی۔ یہ امان ان کی جان' مال' گرجا' صلیب' تندرست' بیمار' اور ان کے تمام مذہب والوں کیلئے ہے۔ اس طرح پر کہ ان کے گر جاؤں میں نہ سکونت اختیار کی جائے گی نہ وہ ڈھائے جائیں گے۔ نہ ان کو نہ ان کے احاطہ کو کسی قسم کا نقصان پہنچایا جائے گا۔ مذہب کے معاملہ میں ان پر کوئی جبر نہیں کیا جائے گا۔ نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔ ایلیا میں ان کے ساتھ یہودی نہیں رہنے پائیں گے۔ ایلیا والوں پر فرض ہے کہ اور شہروں کی طرح جزیہ دیں اور یونانیوں کو نکال دیں۔ یونانیوں میں سے جو شہر سے نکلے گا اس کی جان اور مال کو امن ہے تاآنکہ وہ اپنی جائے پناہ میں پہنچ جائے۔ اور اگر وہ ایلیا میں ہی رہنا چاہے تو اس کو بھی امن ہے بشرطیکہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور ایلیا والوں میں سے جو شخص اپنا جان و مال لے کر یونانیوں کے ساتھ جانا چاہے تو ان کو ان کے گر جاؤں اور صلیبوں کو امن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جائے پناہ تک پہنچ جائیں۔ اور جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر خدا کا عہد ہے اور اس کے رسولؐ اور خلفاء اور مومنین کی جماعت کا ذمّہ ہے بشرطیکہ یہ لوگ مقررہ جزیہ ادا کرتے رہیں۔ اس تحریر پر گواہ ہیں خالد بن ولید' عمر بن العاص' معاویہ ابن ابی سفیان اور عبدالرحمٰن بن عوف۔ 15ھ میں لکھا گیا۔ " (الفاروق)

دو ایک باتیں تشریح طلب ہیں۔ عیسائیوں کے خیال میں چونکہ حضرت عیسیٰ کو یہودیوں نے صلیب دیا تھا اور یہ واقعہ بیت المقدس میں ہی ہوا تھا لہٰذا ان کی خاطر سے یہ شرط منظور تھی کہ ایلیاء میں' آ کر یہودی آباد نہ ہوں تاکہ عیسائیوں کے مذہبی احساسات کو ٹھیس نہ لگے۔ یونانی باوجودیکہ مسلمانوں کے ساتھ لڑے تھے ان کو بھی ہر قسم کی امان دی گئی۔ اگر وہ جزیہ دینا قبول کریں تو مسلمانوں کی امان میں رہیں اور اگر چلے جانا چاہیں تو امن امان میں دوسری جگہ چلے جائیں۔ حتیٰ کہ اگر بیت المقدس کے عیسائی چاہیں کہ مسلمانوں کے دشمنوں (یونانیوں) سے مل جائیں تو بھی ان سے تعرض نہ کیا جائے اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے گرجوں کی حفاظت کی جائے۔جزیہ کے معنی یہ تھے کہ جو غیر مسلم مسلمانوں کی

امان و حفاظت میں رہنا چاہے۔ وہ چونکہ فوجی خدمت سے مستثنےٰ قرار دیا جاتا تھا اس لئے اپنی حفاظت کے معاوضہ میں ایک خفیف سا ٹیکس ادا کر دیا کرے۔ یہ ٹیکس کمزوروں' بچوں' عورتوں' بوڑھوں' معابد کے پوجاریوں سے وصول نہیں کیا جاتا تھا نہ ہی ان سے جو اپنے آپ کو فوجی خدمات کے لئے پیش کر دیں۔ بر عکس اس کے خود مسلمانوں کو فوجی خدمات بھی سر انجام دینی ہوتی تھیں اور اس کے ساتھ زکوٰۃ بھی۔ جو جزیہ سے کہیں زیادہ ہو جاتی تھی۔

☆ ☆ ☆ ☆

ان معاہدوں کی توقیر کس طرح سے ہوتی تھی اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے لگا لیجئے کہ جب حمص فتح کیا گیا تو وہاں کی غیر مسلم رعایا سے ان کی حفاظت کے لئے سال بھر کا جزیہ لیا گیا۔ اتفاق سے چھ ہی مہینے کے بعد مسلمانوں کی فوج کو کسی دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا۔ بارگاہِ خلافت سے حکم آگیا کہ چونکہ باقی چھ ماہ کے لئے ہم ان کی حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہوں گے اس لئے نصف زرِ جزیہ ان کو واپس دیدیا جائے۔ یہی وجہ تھی کہ مسلمانوں کی فوج کوُچ کی تیاریوں میں مصروف تھی اور حمص کے عیسائی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبائے ان کو الوداع کہتے تھے اور التجائیں کرتے تھے کہ جلدی واپس آ جانا کہیں ہم پر پھر وہی عیسائی حکومت دوبارہ تسلط نہ جما لے۔

تو نخلِ خوش ثمرے کیستی کہ باغ و چمن ہمہ زخویش بریدند و باتو پیوستند

اُس دَور کو بھی چشمِ فلک نے دیکھا اور اِس سے پیشتر اُس دورِ تہذیب کو بھی جس میں مشہور مقنن سولن کا یہ نظریہ دنیائے سیاست میں ضرب المثل تھا کہ " معاہدہ مکڑی کا جالا ہے۔ جو اپنے سے کمزور کو پھانس لیتا ہے۔ لیکن اپنے سے طاقتور کے سامنے ایک سیکنڈ کے لئے نہیں ٹھہر سکتا۔ " اور اسکے بعد اس نے دورِ حاضر کی اس تہذیب کو بھی دیکھا جس میں میکیاولی کے سیاسی نظریات نصب العین حیات بن رہے ہیں۔ جو سب اس انداز کے ہیں کہ۔

" حکمراں جس قدر طاقتور' مکار اور فریبی ہو گا اسی قدر اس کا اقتدار قائم ہو گا۔ میدانِ جنگ میں تقویٰ' طہارت' خدا ترسی' اور نکوکاری مطلق کارآمد نہیں ہو سکتی۔ مکاری کے سامنے خدا ترسی اور نکوکاری سب دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ خدا اُن کی مدد کرتا ہے جن کے پاس بڑی بڑی توپیں ہوں نہ ان کی جو حق پر ہوں۔ " لیکن اس کا انجام---- یورپ از شمشیر خود بسمل فتاد۔ طلوع اسلام۔ 1938ء

● ● ● ●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ گولڈن جوبلی سال

تحریک پاکستان کی کہانی

تحریکِ پاکستان کا آغاز یوں تو اُسی دن ہو گیا تھا جب پاکستان کے معمار اول سر سید احمد خان ؒ نے اپنے مدت العمر کے تجربہ اور سیاسی بصیرت کی بنا پر 1867ء میں فرمایا تھا۔

" ہندو اور مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں اور مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ دونوں قومیں اب کسی کام میں بھی دل سے شریک نہ ہو سکیں گی۔ ابھی تو کچھ نہیں ہوا' جوں جوں وقت گزرتا جائے گا یہ مخالفت اور فساد ان ہندوؤں کے سبب اُبھرے گا جو تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ جو زندہ رہے گا' دیکھے گا۔ " (پاکستان کا معمار اول از جناب صفدر سلیمی مطبوعہ ادارہ طلوع اسلام 101)

سر سید کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے مفکرِ پاکستان حضرت علامہ محمد اقبال ؒ نے 1930ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں فرمایا تھا۔

" میں فرقہ وارانہ سمجھوتہ کی طرف سے نا اُمید نہیں ہوں' لیکن مجھے تو کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ مستقبل قریب میں ہندوستان میں شائد ایسے خطرناک حالات پیدا ہو جائیں گے کہ مسلمانوں کو اپنا جداگانہ محاذ قائم کر کے ان کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ "

اپنے اس خطبے میں حضرت علامہ اقبال ؒ نے مسلمانانِ ہند کے لئے ایک آزاد اور خود مختار مملکت کا تصور دیتے ہوئے اپنی آرزوں کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا کہ۔

" میری آرزو یہ ہے کہ پنجاب' صوبہ سرحد' سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک واحد ریاست قائم کر دی جائے۔ ہندوستان کو حکومتِ خود اختیاری زیر سایۂ برطانیہ ملے یا اس سے باہر مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ شمالی مغربی ہندوستان میں ایک متحدہ اسلامی ریاست کا قیام کم از کم اس علاقے کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے "

لیکن عملاً " تحریک کی ابتداء اس وقت ہوئی جب قائد اعظم ؒ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہندوستان کے تمام مسلم لیگی اراکینِ اسمبلی کا ایک کنونشن منعقد کیا جائے اور اراکینِ مشن کو ان کے فیصلے سے آگاہ کر دیا

جائے۔ یہ کنونشن 7 اپریل 1946ء کو اینگلو عربک کالج دلی کی تاریخی عمارت میں ہوا۔

ہم تحریک پاکستان کی داستان کا آغاز اسی مقام سے کرتے ہیں۔ یہ داستان جناب عبدالواحد قریشی صاحب کی کتاب " مسلمانان ہند کا تاریخی فیصلہ " میں شائع ہو چکی ہے۔ کتاب کے ناشر جناب محمد عمر دراز صاحب نے اسے ماہنامہ طلوع اسلام میں شائع کرنے کی اجازت دے دی ہے لہٰذا اس داستان کی ابتداء ہم مسلم واضعان قانون کے اسی عصر آفریں کنونشن سے کر رہے ہیں جس کی پہلی قسط شامل اشاعت ہے۔
(مدیر)

● ● ● ●

مسلمان ہند کا تاریخی فیصلہ

مرتبہ جناب عبدالواحد قریشی

مسلم واضعان قانون کا عصر آفریں کنونشن

(قسط اول)

پہلا اجلاس

پہلا اجلاس چار بجے شام کو شروع ہونے والا تھا لیکن بنگال سے آنے والی اسپیشل ٹرین کے لیٹ ہو جانے کی وجہ سے اجلاس ۶ بجے سے قبل شروع نہیں ہو سکا اور اسی وجہ سے قائد اعظمؒ بھی خلافِ دستور جلسہ میں وقت پر تشریف نہیں لائے۔

جب مندوبین بنگال کے پنڈال میں پہنچ جانے کی اطلاع قائد اعظم کو ٹیلفون پر دے دی گئی' تو وہ اپنی کوٹھی نمبر۱۰ اورنگ زیبؒ روڈ سے روانہ ہو گئے۔

پنڈال کے اندر اور باہر ہر متنفس اپنے محبوب و ہر دلعزیز رہنما محسنِ اعظم ملّتِ اسلامیہ ہند جناب محمد علی جناحؒ کی آمد کے لئے ہمہ تن چشم انتظار بنا ہوا تھا۔ (اگرچہ اکثر افراد کو معلوم تھا کہ قائد اعظم اس وقت تک تشریف نہیں لا سکیں گے۔ جب تک کہ بنگال کے مندوبین نہ آ جائیں گے لیکن اس دوران میں مسلمانوں کا یہ عظیم الشان اجتماع اپنے دیگر محبوب اور ممتاز رہنماؤں کے استقبال میں مصروف تھا' جناب نواب محمد اسمٰعیل خان صاحب' نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحبؒ' جناب نواب افتخار حسین صاحب ممدوٹؒ' مسٹر حسین شہید سہروردیؒ' خواجہ سر ناظم الدینؒ' سردار عبد الرب نشترؒ' خان

عبدالقیوم خاںؒ، چودہری خلیق الزمانؒ اور دیگر اکابرین ملت کی تشریف آوری پر اس مجمع نے دیوانہ وار نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔

مندوبین کی آمد

مندوبین کی آمد کا سلسلہ تین ہی بجے سے شروع ہو گیا تھا۔ عام طور پر ہر صوبہ کے اراکین مجالس مقننہ اپنے پارٹی لیڈروں کی قیادت میں پنڈال میں داخل ہوتے تھے۔ ان میں پنجاب کے لمبے لمبے پُر شوکت وقار آمیز طروں والے قوی ہیکل اور شاندار اراکین بھی تھے۔ جو نواب صاحب ممدوٹ کے پیچھے پیچھے پنڈال میں داخل ہوئے۔ عوام نے ان کا نہایت پرتپاک اور بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔ کیمرے کھٹکنے لگے، اور اخباری نمائندگان اپنی اپنی جگہوں پر کھڑے ہو کر انہیں دیکھنے لگے۔ پنجاب کے اراکین کا خاص طور پر استقبال اس لئے ہوا کہ انہوں نے صرف اپنے جوش عمل اور اخلاص کی بدولت خضر حیات خاں کی یونینسٹ پارٹی کو جسے گورنر کی اعلانیہ حمایت حاصل تھی، باوجود ہزاروں دشواریوں اور دقتوں کے فیصلہ کن شکست دی۔

آٹوگراف کے دیوانے ان کی طرف دوڑ پڑے اور ان سے آٹوگراف حاصل کر کے پھولے نہ سماتے۔

اسی طرح ہر صوبہ کے اراکین اسمبلی پنڈال میں آئے۔ مدراس اور بمبئی کے اراکین کا استقبال بھی اسی جوش و خروش سے کیا گیا، جس طرح مندوبین پنجاب کا کیا گیا تھا۔ ان اکابرین ملت نے اپنے اپنے صوبوں میں دشمنان لیگ کو ایک بھی مسلم نشست نہیں حاصل کرنے دی اور بیشتر حریفوں کی ضمانتیں ضبط کرائیں، سب سے آخر میں بنگال کے مندوبین آئے۔

بنگال کے اس عظیم الشان جشن کی رہنمائی فاتح بنگال جناب حسین شہید صاحب سہروردیؒ لیڈر مسلم لیگ پارٹی وزیر اعظم بنگال کر رہے تھے۔ مسٹر سہروردی کے ہمراہ مجلس مقننہ بنگال کے سوا سو اراکین کے علاوہ تین سو کے قریب اراکین کونسل آل انڈیا مسلم لیگ اور رضا کاران مسلم نیشنل گارڈ بھی تھے۔ جو اردو اور بنگلہ زبانوں میں "پاکستان یا شہادت۔ زور سے لیں گے پاکستان" "تلوار سے لیں گے پاکستان" کے مجاہدانہ نعرے بلند کر رہے تھے۔ ان کا یہ بے پناہ عزم اور جوش دیکھ کر پنڈال میں بھی عجیب کیفیت پیدا ہو گئی اور اس قدر نعرۂ تحسین بلند ہوئے کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دی۔

مندوبین بنگال کو اس شاندار اور مخلصانہ خیر مقدم کے حاصل کرنے کا حق بھی تھا کیونکہ انہوں نے بھی اپنے صوبہ میں قابلِ رشک کامیابی حاصل کی تھی اور مغرور غداران قوم کو عبرتناک شکستیں دی تھیں۔

اراکین کے چہرے بشاش تھے اور ان کی پیشانیوں پر یہ عزم جھلکتا نظر آتا تھا کہ اگر پاکستان نہ تسلیم کیا گیا تو وہ اپنے صوبے کے مسلمانوں کی قیادت کرتے ہوئے خود جنگ کے شعلوں میں کود پڑیں گے۔ ان کے مختلف لباس دیکھ کر یہ حقیقت عیاں ہوتی تھی کہ اسلام ایک ایسا جذبۂ مشترک ہے جو اختلافی خصوصیات کے باوجود مسلمان کو غیر اقوام سے ممیز و ممتاز بنا دیتا ہے اور یہی وہ سب سے مستحکم دلیل ہے جو مسلمان ایک جداگانہ اور مستقل بالذات قوم ہونے کے حق میں پیش کر سکتے ہیں۔

قائد اعظمؒ کی تشریف آوری

تقریباً دو اڑھائی گھنٹے کے صبر آزما انتظار کے بعد پونے چھ بجے مشتاق نگاہوں نے اپنے آفتابِ عالمتاب کو نمودار ہوتے دیکھا۔ دس کروڑ فرزندانِ توحید کے امیر، ملتِ اسلامیہ ہند کے تاجدار، پیکرِ صدق و صفاء، مجسمۂ زہانت و فطانت، نجات دہندۂ اسلامیان ہند، قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے پنڈال کو رونق بخشی، قائد اعظمؒ کی گزرگاہ میں سرخ کپڑے بچھا دیئے گئے تھے جس پر سے چل کر وہ ڈائس پر پہونچے، اور حقیقت تو یہ ہے کہ بظاہر ان کے پاؤں تلے سرخ مخمل بچھی ہوتی تھی لیکن اسے صرف دل کی آنکھیں کھلی رکھنے والوں نے دیکھا کہ قائد اعظمؒ کی راہ میں اہل پنڈال کی آنکھیں بچھی ہوئی تھیں۔ نیستانِ اسلام کا یہ شیر، یہ شکیب آشنا طویل القامت انسان، جس کے جوان ارادوں پر شباب کے قافلے کے قافلے نچھاور ہو جائیں۔ جس کی عالی حوصلگی، جوانمردی، انصاف پسندی، متانت آمیز رفتار و قیامت آفریں گفتار سے دشمنوں زہرہ آب ہوتے ہیں۔ اس کبرسنی اور ضعیفی میں بھی اس قدر باوقار نظر آرہا تھا گویا اسے وقت کا شہنشاہ، نہ اب تک مسخر کر سکا ہے نہ ابد تک مسخر کر سکے گا۔ اسے اپنی ملت پر فخر ہے اور یہی فخر اس کی گردن کو [redacted] بادشاہوں کی طرح بلند رکھتا ہے۔ پنڈال میں داخل ہوتے وقت جب وہ اپنی قوم کے سرفروشوں کے نعرہ ہائے فلک شگاف سنتا تھا۔ تو اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے سرخ ہو جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، جیسے فرزندانِ ملت کے اظہارِ عزم و جرأت نے اس کی رگوں میں تازہ خون دوڑا دیا ہے۔

قائد اعظمؒ اور رہنمایانِ ملت کا پُر شکوہ جلوس

قائد اعظمؒ کے تشریف لانے کی خبر سن کر ورکنگ کمیٹی کے اراکین اور اسمبلیوں کے پارٹی لیڈر دروازے پر جمع ہو گئے تھے۔ ان ستاروں کے جھرمٹ میں آسمانِ ملت کا یہ بدرِ کامل آہستہ آہستہ مگر مضبوط قدم رکھتا ہوا پنڈال میں داخل ہوا۔ باڈی گارڈ کا دستہ ساتھ ساتھ رواں تھا۔ قائد اعظمؒ کے ہمراہ مسلمانانِ ہند کے دیگر ممتاز رہنما بہ شکل جلوس پنڈال میں داخل ہوئے۔ سب سے آگے نواب صدیق علی خاں صاحب سپہ سالار اعظم ہند مسلم نیشنل گارڈ و ممبر مرکزی اسمبلی اپنی فوجی وردی میں ملبوس تھے۔ نواب صدیق علی خاں کے بعد سفینۂ ملت کے ناخدا قائدِ اعظمؒ مسٹر محمد علی جناح اپنی ہمشیرہ

محترمہ مس فاطمہ جناح کے ہمراہ تھے۔ قائد اعظمؒ کے پیچھے دو دو کی قطاروں میں بالترتیب نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحبؒ سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ اور ڈپٹی لیڈر مسلم لیگ پارٹی بنگال اسمبلی اور وزیر اعظم بنگال، سر سعد اللہ سابق وزیر اعظم آسام و لیڈر مسلم لیگ پارٹی آسام، سر غلام حسین ہدائت اللہ وزیر اعظم سندھ، مسٹر محمد اسمٰعیل ابراہیم چندیگر مسلم لیگ پارٹی بمبئی اسمبلی، جناب عبد الروف شاہ صاحب لیڈر سی پی اسمبلی مسلم لیگ پارٹی، نواب محمد اسمٰعیل صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی بہار اسمبلی اور مسٹر محمد یوسف لیڈر مسلم لیگ پارٹی اڑیسہ اسمبلی تھے۔

عوام کے پُر جوش نعروں سے آسمان تھرا رہا تھا، خواتین کی گیلری میں بھی نعرہ ہائے تکبیر اور قائد اعظمؒ، زندہ باد، مسلم لیگ زندہ باد، پاکستان لے کے رہیں گے، کے سیمیں و نقرئی مگر عزم و ارادہ سے بھر پور نعرے بلند ہو رہے تھے۔ وہ پر شکوہ منظر تھا کہ زبانِ قلم ایک ایک بیان کرنے سے قاصر ہے۔ منظر صرف دیدنی تھا، شنید نی نہیں۔ پنڈال کا ہر ایک شخص اراکین اسمبلی، کونسل کے ممبران، وزیٹر، نامہ نگاران اخبار، استقبال کے لئے **ایستادہ** تھا، حتیٰ کہ وہ لوگ بھی کھڑے ہونے پر مجبور ہو گئے، جو کانگریسی اخباروں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ اس لئے نہیں کہ وہ ان کا احترام کرنا چاہتے تھے بلکہ اس لئے کہ اس کوہ وقار انسان کا رعب انہیں احترام کرنے پر مجبور کر رہا تھا!

قائد اعظمؒ کے ڈائس پر متمکن ہو جانے کے بعد اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔

شرکائے اجلاس

اس وقت کنونشن کے اجلاس میں جملہ ممبران ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ، نیز کونسل آل انڈیا مسلم لیگ، کونسل آف اسٹیٹ، مرکزی اور صوبجاتی مجالس مقننہ اور صوبائی کونسلوں کے آٹھ سے زائد منتخب شدہ اراکین موجود تھے۔ ان واضعانِ قانون اور رہنمایانِ ملت میں سے چند ممتاز راہنماؤں کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحبؒ، نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب، چودہری خلیق الزمان صاحب، نواب افتخار حسین والی ممدوٹ، مسٹر حسین شہید سہروردی، سردار عبدالرب نشتر، سردار اورنگ زیب خاں، مسٹر عبدالقیوم خاں، آنریبل امام حسین خان بہادر کھرو، سر غلام حسین ہدایت اللہ، نواب صدیق علی خاں، مسٹر چندریگر، محمد اسماعیل صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی، مدراس اسمبلی، عبدالستار محمد اسحاق سیٹھ مولانا محمد اکرم صاحب، مولانا عبدالحمید صاحب، سر محمد سعد اللہ، مولوی لطیف الرحمٰن، بیگم صاحبہ مولانا محمد علی، بیگم شاہنواز، بیگم اعزاز رسول، مولانا عبد الرؤف شاہ صاحب، سردار شوکت حیات خاں، راجہ صاحب محمود آباد، سر فیروز خان نون، میاں ممتاز دولتانہ، مولانا حسرت موہانیؒ، راجہ غضنفر علی، میاں افتخار الدین، میجر عاشق حسین قریشی، سر محمد یامین، نواب قطب الدین صاحب والئ ٹانک، نواب سر اکبر خاں ہوتی، مولوی ابوالهاشم، قاضی محمد عیسیٰ، مولانا جمال میاں، مسٹر عبدالمتین چودہری، مولوی تمیز

الدین، سرحسان سہروردی، مولانا ظفر علی خاں، مسٹر عبدالرحمٰن صدیقی، مسٹر شمس الدین احمد، مسٹر ایم۔ ایچ اصفہانی، خان بہادر نورالامین، مسٹر موسیٰ قلعدار، مسٹر محمد نعمان، مسٹر یوسف عبداللہ ہارون، جناب محمد یوسف صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی اڑیسہ، نواب سر محمد یوسف صاحب، نواب جمشید علی صاحب، سید رضوان اللہ، مسٹر ظہیرالحسن لاری، سید آغا بدرالدین، مسٹر محمود عبداللہ ہارون۔

سکھوں کے مشہور لیڈر گیانی کرتار سنگھ اور ایگزیکٹو کونسل کے ممبر سر عزیز الحق بھی اجلاس میں موجود تھے۔

کاروائی کا آغاز

نوابزادہ لیاقت علی خاں صاحب" جنرل سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے قائد اعظم" زندہ باد، پاکستان پائندہ باد کے فلک شگاف نعروں میں محبوب قائدِ اعظم کے گلے میں بیش قیمت زریں ہار ڈالا اور اعلان کیا کہ نواب اسمٰعیل خاں صاحب اس کنونشن کی صدارت کے لئے آپ کے سامنے تحریک پیش کریں گے۔

تحریک صدارت

مجسمۂ خلوص و ایثار عالیجناب نواب اسمٰعیل خاں صاحب صدر مجلس عمل آل انڈیا مسلم لیگ اسٹیج پر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ مرکزی اور صوبجاتی اسمبلیوں کے ارکان کا یہ اجتماع آل انڈیا مسلم لیگ نے طلب کیا ہے۔ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے واجب الاحترام صدر اور ملتِ اسلامیہ کے مستند ترجمان قائدِ اعظم محمد علی جناح" کا نام اس کنونشن کی صدارت کے لئے تجویز کرتا ہوں۔ نواب اسمٰعیل خاں صاحب کی اس تحریک سے حاضرین میں جوش و مسرت کی ایک لہر سی دوڑ گئی اور انہوں نے مسلسل نعروں اور پُر زور تالیوں سے اس تحریک کی تائید کی۔ نواب زادہ صاحب نے اعلان کیا کہ تحریک صدارت کی تائید نواب ممدوٹ صاحب کریں گے۔ چنانچہ نواب افتخار حسین صاحب ممدوٹ لیڈر مسلم لیگ پارٹی پنجاب اسمبلی اسٹیج پر تشریف لائے اور فرمایا کہ نواب اسمٰعیل خاں صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے، اس کی تائید کرتا ہوں۔ نواب صاحب ممدوٹ کی تائید کے بعد نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحب" نے اعلان کیا کہ مولانا محمد زاہر قاسمی صاحب تلاوتِ قرآن مجید فرمائیں گے۔ حضرت مولانا قاری محمد زاہر صاحب قاسمی، حضرت مولانا قاسم نانوتوی" بانی دارالعلوم دیوبند کے پوتے ہیں اور ہندوستان کے سب سے زیادہ مشہور خوش الحان قاری ہیں۔ آپ نے آیات مقدسہ مندرجہ ذیل تلاوت فرمائیں۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا - (۲۱ - ۱۷/۲۲)

تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد قائدِ اعظم مسٹر محمد علی جناح فلک شگاف نعروں کے درمیان تقریر کرنے

کے لئے کھڑے ہوئے۔قائدِ اعظم سے حاضرین نے اس موقعہ پر جس بے پناہ محبت و عقیدت کا اظہار کیا' اس کو دیکھ کر غیر مسلم شرکاء اور غیر ملکی اخبارات کے نمائندے متحیر رہ گئے۔ نعروں اور تالیوں کے مسلسل شور سے سارا پنڈال گونج اٹھا لیکن قائد اعظم نے جس وقت حاضرین کو خطاب کیا' تو یکایک تمام مجمع خاموش ہو گیا اور پورے انہماک سے آپ کے ارشادات کی جانب متوجہ ہوا۔ اخبارات کے نمائندے قائدِ اعظم کی بصیرت افروز اور ولولہ انگیز تقریر کا ایک ایک لفظ لکھ رہے تھے۔ اور اخباری فوٹو گرافر قائد اعظم اور کنونشن کے مناظر کے لاتعداد فوٹو لے رہے تھے۔ حکومت ہند کے محکمہ اطلاعات کے کارکن قائد اعظم اور اجلاس کا فلم بھی لے رہے تھے۔ اس طرح ہندوستان کے مسلم واضعانِ قانون کے تاریخی کنونشن کا پہلا اجلاس شروع ہوا اور قائد اعظم نے وہ معرکہ افروز خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ جس کا تمام دنیا کے مدبرین اور سیاسی حلقے انتظار کر رہے تھے۔ قائدِ اعظم کا یہ خطبہ اور کنونشن کی کاروائی اجلاس کے ختم ہونے کے دو گھنٹہ کے بعد انڈیا کے بڑے بڑے ریڈیو اسٹیشنوں سے نشر کی گئی۔ قائد اعظم نے اپنی تقریر انگریزی زبان میں ارشاد فرمائی' جس کا مکمل ترجمہ درج ذیل ہے۔

قائدِ اعظم کی تاریخی تقریر

مرکزی اور صوبجاتی مجالسِ مقننہ کے معزز ارکان !

میں آپ جملہ حضرات کی خدمت میں جو اس کنونشن میں شرکت کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ صمیم قلب سے ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہوں اور اس کنونشن میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

معرکۂ انتخاب میں عدیم النظیر کامیابی

" آپ سب حضرات جانتے ہیں' گذشتہ چند مہینوں میں ہندوستان کے طول و عرض میں جنگِ انتخاب لڑی جا رہی تھی۔ اس معرکہ میں خدائے بزرگ و برتر کی تائید اور آپ حضرات کی عرق ریزی اور جانفشانی سے ہم نے ایک ایسی فتح حاصل کی ہے' جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ ہماری کامیابی کا یہ تاریخی کارنامہ اس امر کا شاہد ہے کہ ہم نے تقریباً" نوے فیصدی مسلم نشستوں پر قبضہ کر لیا۔ (نعرہ ہائے تکبیر اور تالیاں) اور آپ حضرات ہندوستان کے مختلف مسلم حلقہ ہائے انتخاب سے منتخب شدہ واضعانِ قانون کی حیثیت سے تشریف لائے ہیں۔ یہ اجتماع ایک ایسی بے مثل نوعیت رکھتا ہے کہ ہندوستان کی تاریخ میں آج تک ایسا کوئی دوسرا اجتماع منعقد نہیں ہوا ہے۔ اس لئے اب یہ ہمارا فرض ہے کہ یہ غور کریں کہ آئندہ ہمیں کیا کرنا ہے۔

ہم پاکستان کے لئے مریں گے۔

" ملت کے منتخب شدہ اور پسندیدہ نمائندے ہونے کی حیثیت سے ہم پر ذمّہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ کنونشن آئندہ کے لئے قطعی اور غیر مبہم الفاظ میں اس امر کا اعلان کرے گا کہ ہمارا نصب العین کیا ہے۔ مجھے اس امر میں مطلق کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ اس مسئلہ میں ہماری ایک اور صرف ایک ہی رائے ہے اور وہ یہ کہ ہم پاکستان چاہتے ہیں اور اس کے حصول کی جنگ میں ہمارے قدم نہ ڈگمگائیں گے اور ہم پیش قدمی کرنے میں پس و پیش نہ کریں گے اور اگر ضرورت پڑی تو ہم پاکستان کے لئے اپنی جانیں دے دیں گے۔

ہم تو پاکستان حاصل کر کے ہی رہیں گے یا فنا ہو جائیں گے (مسلسل کئی منٹ تک نعرے اور تالیاں)

پروگرام۔ مجلس مضامین کی تشکیل

" اب آپ کو باہمی تبادلۂ خیالات کا موقع ملے گا۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ کچھ عملی پروگرام آپ کے سامنے رکھا جائے اور وہ پروگرام یہ ہے کہ میرے اس خطبہ کے بعد آپ حضرات ایک مجلسِ مضامین کی تشکیل کریں گے۔ چونکہ اس مجلس میں اراکین کی تعداد زیادہ ممکن نہیں ہے۔ اس لئے ہر صوبہ ایک معینہ تعداد منتخب کرے گا اور جب یہ مجلسِ مضامین کوئی قرار داد یا تجاویز مرتب کر لے گی تو مکمل ایوان کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔ ایک کثیرالتعداد جماعت میں کسی تجویز پر بحث و تمحیص نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے عملی طریقہ یہی ہے کہ ہر صوبہ اراکین مجلس مقننہ کی تعداد کا دس فیصدی کوٹہ منتخب کرے اور اس میں مرکزی مجلسِ مقننہ کے ارکان کا اضافہ کر لیا جائے گا لیکن ان کی تعداد بھی مختصر ہو گی۔ اس طرح آپ کی مجلسِ مضامین کی تشکیل ہو جائے گی۔ ان حقائق کے پیش نظر کہ وزارتی مشن یہاں موجود ہے اور اس کے ارکان ہم سے مسائل پر بحث کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ہمیں مجلسِ مضامین میں مکمل صورتِ حالات اور علیٰ الخصوص پاکستان کے دستوری مسئلے کے متعلق پورے غور و فکر کے ساتھ جائزہ لینا ہو گا۔

خواتین و حضرات !

" میں آپ کے سامنے موجودہ صورت حال رکھنی چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ طویل تقریر کرنے کا نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ موجودہ حالات کی ایک تصویر مختصر سے مختصر الفاظ میں آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ "

کانگریس کی مضحکہ خیز اسکیم

" آپ نے وہ بیانات اور تقاریر پڑھی ہوں گی جو روزانہ کی جارہی ہیں اور بالخصوص آپ نے گزشتہ تین ہفتوں میں کانگریسی قائدین کے بیانات اور تقاریر کا مطالعہ کیا ہو گا۔ میں نے کانگریس کی پوزیشن کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور میں نے اس کے متعلق جو کچھ سمجھا ہے اس کو آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ مسلمانوں کے مطالبۂ پاکستان کے جواب میں کانگریس کے سرکردہ رہنماؤں نے جو تازہ ترین اعلانات کئے ہیں اور خصوصاً" اس ہفتہ میں انہوں نے جو بیانات دیئے ہیں' ان بیانات کے بموجب کانگریس کی پوزیشن یہ ہے۔ سردار پٹیل فرماتے ہیں کہ "کانگریس اس حد تک مسلم لیگ کے لئے گنجائش نکالنے کو تیار ہے کہ صوبوں کی از سرِ نو تنظیم کی جائے اور ان علاقوں کو جہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے' جہاں تک ہو سکے پوری خودمختاری دے دی جائے۔" وہ مزید فرماتے ہیں " اور یہ اس شرط کے ساتھ ہو گا کہ ایک مضبوط مرکز قائم رہے جس کا ہونا ہندوستان کی مدافعت کے لئے ضروری ہے۔" سردار پٹیل یہ بھی کہتے ہیں کہ کانگریس کبھی بھی اس نظریہ کو قبول نہ کرے گی کہ ہندوستان میں دو قومیں ہیں اور نہ وہ مذہب کے اساس پر قومیت کے وجود کو تسلیم کرے گی۔

" پنڈت جواہر لال نہرو ۴ اپریل کو فرماتے ہیں کہ " " موجودہ صورت حال کو طے کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی کو واضح طور پر تسلیم کر لیا جائے اور ہندوستانیوں کو علیحدہ چھوڑ دیا جائے کہ وہ مداخلت کے بغیر اپنے اختلافات کو طے کریں اور حل تلاش کریں "۔ ایک ایسی تیسری پارٹی کی موجودگی میں جو صورت حال پر قابو رکھتی ہے۔' ان اختلافات پر غور کرنا ہمیشہ دشوار ہوا کرتا ہے اور جب یہ بات بالکل صاف صاف اور واضح طور پر محسوس کر لی جائے گی کہ ہندوستان ایک آزاد وجود کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جب یہ محسوس کر لیا جائے گا کہ ہندوستان کے فرقوں اور گروہوں کو لازماً" سمجھوتہ کرنا پڑے گا یا اگر بد قسمتی سے کسی سمجھوتہ کرنے سے قبل وہ باہم لڑتے ہیں تو اسی وقت حقیقی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔ پنڈت جی یہ بھی فرماتے ہیں کہ آزادی تسلیم کر لینے کے بعد سب سے پہلا کام یہ ہو گا کہ ایک آئین ساز مجلس کی تشکیل کی جائے جس کو حاکمانہ اقتدار حاصل ہو۔ انہوں نے اپنی ایک دوسری حالیہ تقریر میں ازراہ کرم ایک ایسے مسخ شدہ پاکستان کی پیشکش کی ہے جو ایک مضبوط مرکزی کانگریسی حکومت کے تابع رہے گا۔

اگر آپ اس کانگریسی فارمولے کا تجزیہ کریں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ سب سے پہلے تو برطانوی حکومت آزادی تسلیم کرے اور حکومتی نظام' جس میں سول اور ملٹری تمام امور شامل ہیں' کانگریس کے حوالہ کر دیں۔ وہ اپنے تخیل کے بموجب قومی حکومت کی تشکیل کر لیں اور برطانوی حکومت بے تعلق ہو جائے اور جب کانگریسی مکمل طور پر حکومت اور اقتدار کے تخت پر براجمان ہو جائیں گے اس وقت وہ آئین ساز مجلس کی تشکیل کا کام شروع کریں گے جس کو اختیارِ حاکمیت حاصل ہو گا اور یہ آئین ساز جماعت اس وسیع تر کوچک کے چالیس کروڑ باشندوں کے مقدر کا فیصلہ کرے گی۔ پنڈت نہرو کے قول کے

مطابق اس وقت مختلف فرقوں اور گروہوں کو اس کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑے گا ورنہ جنگ وجدل کریں جب ہی حقیقی صورت نمایاں ہو گی۔

کانگریسی نظریہ کی حکومت (اڑتالیس گھنٹہ بھی قائم نہ رہ سکے گی)

" لیکن ہمارے سامنے تو اس وقت بھی حقیقی صورت حالت موجود ہے اور یہ حماقت ہو گی کہ ہم ان کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور یہ تصور کر لیں کہ عارضی کانگریسی قومی حکومت یا کانگریسی قائدین کے نقطۂ نظر کے مطابق بنی ہوئی مجلس آئین ساز کا کوئی حکم نامہ یا فیصلہ لوگوں کی تائید و وفاداری حاصل کر سکے گا۔ اگر اس تجویز کو عملی صورت دی گئی اور پنڈت نہرو کے منصوبہ کے بموجب حکومت کا قیام ہوا تو یہ حکومت اڑتالیس گھنٹہ بھی قائم نہ رہ سکے گی۔ "

" یہ امر ناقابل یقین ہے کہ اس فسطائی گرانڈ کونسل کو ایسے مکمل اختیارات تفویض کر دیئے جائیں گے کہ فوراً" دس کروڑ کی قوم کے مستقبل اور مقدر کا فیصلہ نافذ کر سکے یا یہ کہ موجودہ حکومتی مشینری ان کے سپرد کر دی جائے گی تاکہ وہ دس کروڑ مسلمانوں، دیگر کروڑوں اقلیتوں اور دیگر مفادات کے خلاف اس کو استعمال کریں۔ ان کی یہ تجویز اور اسکیم خواہ اس کا آپ کچھ بھی نام رکھیں، انتہائی مضحکہ خیز ہے۔

وحدتِ ہند کی حقیقت

" اس کے برخلاف مسلم لیگ جو طرزِ عمل اختیار کئے ہوئے ہے، وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ میں ہندو اور مسلمانوں کے مابین بنیادی اور اساسی اختلافات کو مکمل تفصیلات کے ساتھ بیان کر چکا ہوں۔ ان دونوں بڑی قوموں کے درمیان پچھلی تمام صدیوں میں کسی وقت بھی معاشرتی مجلسی یا سیاسی اتحاد نہیں ہوا ہے۔ ہندوستانی وحدت کا جو راگ الاپا جاتا ہے، وہ محض مادی ہے۔ ہندوستان پر برطانوی حکومت مسلط ہے۔ پولیس اور فوج کی قوت سے اس ملک میں قانون اور امن و امان برقرار رکھا جاتا ہے۔ اس طرح ہندوستان کو ایک مادی وحدت میں جکڑ لیا گیا ہے۔ "

مشترکہ قومیت کا کوئی وجود نہیں

"کانگریس کا دعویٰ قومیت کی بنیاد پر قائم ہے، متحدہ قومیت تو عالم وجود میں ہی نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ خوابوں کی دنیا میں رہتے ہیں، ان کے ذہن میں یہ موجود ہے۔ ہمارا فارمولا اس اساس پر قائم ہے کہ اس برِ کوچک کی زمین کو دو علیحدہ با اقتدار اور آزاد مملکتوں یعنی ہندوستان اور پاکستان میں منقسم کر دیا جائے۔ "

عارضی حکومت میں شرکت کی شرط

"کسی عارضی مرکزی حکومت میں مسلم لیگ کے تعاون کرنے کے مسئلہ پر غور کرنے کی لازمی شرط یہ ہے کہ پاکستان کے بنیادی اصولوں کو تسلیم کر لیا جائے اور غیر مبہم الفاظ میں واضح طور پر یہ عہد کیا جائے کہ قیامِ پاکستان کو بلا تاخیر پورا کیا جائے۔ صرف اس وقت ہم دوسرا قدم اٹھائیں گے۔

ایک آئین ساز اسمبلی

اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ صرف ایک دستور ساز اسمبلی کے نظریہ کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ہم اس کو منظور نہ کریں گے کیونکہ ایک دستور ساز اسمبلی کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم ایک متحدہ ہندوستان کی بنیاد پر جو کہ ناممکن ہے کاروائی کرنے پر رضا مند ہیں اور ہم ایسے طریقۂ کار پر کبھی رضا مند نہ ہوں گے۔ دیگر متعدد اعتراضات کے علاوہ ایک یہ اعتراض بھی ہے جو کہ بالکل واضح ہے کہ ایک آئین ساز جماعت صرف کانگریس کے حکم کی پابند ہو گی اور یہ نتیجہ پہلے ہی سے ہمارے سامنے ہے کہ مسلمان اس میں ایک بے یارومددگار اقلیت کی حیثیت میں ہوں گے۔

ڈیفنس اور دیگر امور معاہدوں سے طے ہوں گے۔

"اس کے برخلاف ہمارے فارمولے کے مطابق دو بااختیار آئین ساز مجالس ہوں گی۔ ایک ہندوستان کے لئے اور دوسری پاکستان کے لئے۔ پاکستان کی مجلس آئین ساز کا یہ کام ہو گا کہ وہ باہمی ربط و اتصال کے لئے ڈیفنس یا دیگر امور جن کو ترتیب دینا ضروری ہو' ان کو طے کرے اور یہ سب کچھ پاکستان اور ہندوستان ہر دو مملکتوں کے درمیان معاہدوں اور عہدناموں کے ذریعہ طے پائے گا۔"

ہم کوئی ایسی تجویز منظور نہیں کر سکتے جو کسی صورت میں بھی پاکستان کے مکمل اقتدار کے لئے تنقیص آمیز اور حقارت آمیز ہو۔

ناممکن اور ناقابلِ برداشت پوزیشن

"ہندوؤں کو ہمارے فارمولے سے اس برِ کوچک کا تین چوتھائی حصہ مل جاتا ہے' جس کی آبادی تقریباً" پچیس کروڑ ہے۔ مملکتِ ہندوستان' چین کے ماسوا دنیا کی ہر مملکت سے رقبہ اور آبادی مین بڑی ہو گی۔ ہم کو تو صرف ایک چوتھائی حصہ ملے گا۔ اس طرح سے ہم دونوں بڑی قومیں اپنے اپنے نظریوں' تمدن اور معاشرتی ساخت کے مطابق زندگی بسر کریں گے۔ اس کے برخلاف اگر کانگریس کا مطالبہ منظور ہو جاتا ہے' تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہم نہ صرف ہندوراج کے رحم و کرم پر چھوڑ

دیئے جائیں گے بلکہ سامراجی عزائم والی اس موجودہ کانگریس کو یہ دلیری حاصل ہو جائے گی کہ وہ دعویٰ کرے کہ وہ تن تنہا ہندوستان کی ترجمانی کرتی ہے اور وہ لوگ یہ بھی دعویٰ کریں گے کہ وہ برطانوی راج کے واحد وارث ہیں اور اس لئے کانگریسی راج قائم کریں گے۔ "

" اس ناپاک منصوبہ کی تکمیل پر اسلامی ہند کبھی متفق نہ ہو گا۔ "

مسلمانانِ ہند مجبور ہوں گے اور اس کے علاوہ ان کے پاس کوئی دوسرا چارۂ کار بھی باقی نہ رہے گا کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے اس کی مزاحمت کریں۔

برطانیہ کو کانگریسی دھمکیاں

" برطانیہ کو یہ دھمکیاں دی جارہی ہیں کہ اگر اس نے کانگریس کے مطالبہ کے آگے سرنگوں نہ کیا تو کشت و خون ہو گا جس کے لئے تیاریاں بھی ہو رہی ہیں اور وہ برطانوی تجارت کو مفلوج کر دیں گے۔ برطانیہ کو مزید یہ بھی دھمکی دی جارہی ہے کہ اگر اس نے مطالبۂ پاکستان کی تائید بھی کی تو اس کے نتائج بھی یہی ہوں گے۔ "

مسٹر نہرو غلط فہمی میں مبتلا ہیں

" اگر بد قسمتی سے خونریزی کی دھمکی سے جو محض گیدڑ بھبکی ہے اور جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے برطانیہ نرغہ میں آجاتا ہے تو اس مرتبہ اسلامی ہند غیر جانبدار اور تماشائی نہیں رہے گا۔ اسلامی ہند اپنا کام کرے گا اور تمام خطرات کا مقابلہ کرے گا۔ مسٹر نہرو بہت زیادہ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ معمولی شورش ہو گی۔ وہ ابھی تک اندبھون کی فضا میں رہتے ہیں۔ "

برطانیہ کو تجارتی سہولتوں اور ترجیحات کی پیشکش

" اسی طرح اگر برطانیہ کانگریسی عیاری کا شکار بن جاتا ہے اور اپنے لئے تجارتی سہولتیں حاصل کرنے کے لالچ میں مسلمانوں کو فروخت کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ سہولتیں جو آج کل انتہائی فراخدلی کے ساتھ کانگریسی رہنما پیش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں مسٹر گاندھی تو بہت سبقت لے گئے ہیں اور انہوں نے پُر زور طریقہ پر اس امر پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے کہ وہ برطانوی سامانِ تجارت کو "ترجیحات" دے دیں گے لیکن کانگریسی قائدین یہ بھول جاتے ہیں کہ اس مسئلہ میں نہ صرف کانگریس کے مربی اور سرپرست ہندو سرمایہ دار بلکہ سامان خریدنے والے اور استعمال کرنے والوں کو بھی دخل ہے اور یہ حقیقت بھی بھول جاتے ہیں کہ برطانوی مال کے سب سے زیادہ خریدار اور استعمال کرنے والے مسلمان ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ برطانیہ کے تجارتی رجحانات ان حرص دلانے والے وعدوں

اور دلکش تجارتی ترجیحی پیش کشوں کے نرغہ میں نہ پھنسیں گے۔"

حقیقت الامر تو یہ ہے کہ کانگریسی ہمیشہ سے وعدے کرنے اور شرائط پیش کرنے کے عادی رہے ہیں مگر وہ ان پر کاربند ہونے کی نیت نہیں کرتے۔ حالات کے بموجب اور حسب ضرورت اپنے وعدوں اور عہد کو مسترد کر دیا کرتے ہیں۔

کیا برطانیہ مسلمانوں کو فروخت کر دے گا؟

" اس سب سے قطع نظر کیا برطانیہ ہندوستان میں تجارتی خوشحالی' سوداگری اور منڈیوں کی پُر فریب امیدوں اور وعدوں کے عوض دس کروڑ مسلمانوں اور کروڑوں دیگر اقلیتوں کو فروخت کرنا چاہتا ہے؟ اگر برطانیہ اس حد تک جانے کو تیار ہے تو برطانیہ عظمیٰ کی تاریخ میں فی الوقعی یہ سب سے بڑا سانحہ ہو گا۔ مزید برآں یہ کہ "

برطانوی وزارتی مشن

معزز حضرات ! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے' میں نے وزیر ہند سے غیر سرکاری طور پر متعدد طویل گفتگوئیں کی ہیں اور اس کے بعد بحیثیت مجموعی سرکاری طور پر گفتگو کی۔ سردست میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ آپ سے اس کے متعلق کچھ کہوں' ماسواء اس کے کہ مسئلہ دستورِ ہند کے حل کے سلسلہ میں ہم سب کے درمیان آزادانہ صاف صاف انتہائی خوشگوار انداز میں تبادلۂ خیالات ہوئے لیکن جہاں تک ہمارا تعلق ہے' پاکستان کے بنیادی نظریوں اور اس کے حاکمانہ اقتدار پر کوئی سودے بازی نہیں ہو سکتی۔

" ہم ایک دستور ساز مجلس پر متفق الرائے نہیں ہو سکتے کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم خود اپنے پروانۂ موت پر دستخط کر رہے ہیں۔ ہم کسی عارضی انتظام کے مسئلہ پر بھی غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں' جب تک کہ پاکستان کی اسکیم کو لازمی شرط کی حیثیت سے منظور نہیں کر لیا جاتا ۔ "

" اگر کوئی عارضی نظام اور آئین ہم پر زبردستی نافذ کیا گیا' تو ہمارے لئے اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارۂ کار نہ ہو گا کہ ہم ہر ممکن طریقہ سے اسکی مزاحمت کریں۔ میں پورے اعتماد کے ساتھ آپ سب کی جانب سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم اپنی ہر متاعِ عزیز کو حتیٰ کہ سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن نظامِ حکومت کے متعلق کسی اب[illegible] کو جو ہماری رضا مندی کے بغیر مرتب کی گئی ہو' قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ "

برطانیہ عہد شکنی کا مرتکب ہو گا۔

اگر برطانیہ اس حد تک تجاوز کرے تو وہ حلفیہ بیانوں اور حتمی وعدوں کی بدترین اور صریح عہد

شکنی کا مرتکب ہو گا جو اس نے ہمارے ساتھ اعلان اگست 1942ء کے ذریعہ اس وقت کئے تھے' جب کہ وہ مصائبِ جنگ میں گھرا ہوا تھا اور ہمارے خون اور مال کی ضرورت تھی۔ حکومت کے اس طرزِ عمل سے معاملات انتہا کو پہنچ جائیں گے اور ہمارے لئے ناقابلِ برداشت ہو جائیں گے۔ اگر انہوں نے ہمارے ساتھ غداری کی تو ہم عزمِ صمیم اور دلیری کے ساتھ مقابلہ کریں گے اور تمام ممکن طریقوں سے اسکی مزاحمت کریں گے۔

اس برِ کوچک میں بسنے والی ہر دو قوموں ہندو اور مسلمانوں کے لئے ہمارا مطالبہ یکساں طور پر مبنی برانصاف ہے۔ اور ہمارا مقصد عادلانہ ہے۔ اس لئے خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تأمل تردّد نہ کرنا چاہیے اور پاکستان کے منظم تربیت یافتہ مجاہدوں کی طرح اپنی صفوں میں کامل اتحاد کے ساتھ ہم کو اپنے قدم آگے بڑھانے چاہئیں۔

انتخابات میں کامیابی

" حضرات ! مجھے یقین ہے کہ انتخابات میں ہم نے جو عظیم الشان کامرانی حاصل کی ہے آپ سب حضرات اس پر مسرور و شاداں ہوں گے۔ آپ نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ ہم ایک "ملتِ متحدہ" ہیں اور یہ کہ ہم کچھ کام کرنا چاہتے ہیں۔

حصولِ پاکستان کے لئے ایک شرط

" اب صرف ایک اور بات عرض کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کوئی ایسی طاقت اور حکومت نہیں ہے جو ہم کو اپنے محبوب ترین نصب العین پاکستان کے حصول سے باز رکھ سکے لیکن صرف ایک شرط ہے اور وہ شرط اتحاد ہے اور مجھے یقین واثق ہے کہ ہم یکے بعد دیگرے فتح و کامیابی حاصل کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں گے اور ہم پاکستان حاصل کر کے ہی رہیں گے۔"

(پاکستان زندہ باد' پاکستان یا شہادت اور قائد اعظمؒ زندہ باد کے مسلسل پانچ منٹ تک فلک شگاف نعرے اور بے پناہ ملی جوش و عقیدت کا مظاہرہ)

مجالس مقننہ کے تمام ارکان اور دیگر حاضرین مکمل انہماک' قلبی عقیدت اور دلی شوق کے ساتھ قائد اعظمؒ کی بصیرت افروز اور روح پرور تقریر کا ایک ایک لفظ سن رہے تھے۔ تقریر کے دوران میں ملکی اور غیر ملکی اخباری فوٹو گرافر قائد اعظم اور کنونشن کے مناظر کے سینکڑوں فوٹو لے رہے تھے۔ امریکہ کے مشہور میگزین " دی لائف " کی خاتون فوٹو گرافر جو اپنے اخبار کی طرف سے کنونشن وغیرہ کی کاروائی کے فوٹو لینے کے لئے ہمراہ فوٹو گرافی کا ہزاروں روپوں کا قیمتی سامان اور جدید مشینیں لائی تھیں' انہوں نے لاتعداد فوٹو لئے۔ اس کے علاوہ حکومت ہند کے محکمہ اطلاعات کی جانب سے کنونشن کی

کاروائی کا فلم لیا جا رہا تھا۔ انتہائی خاموشی اور سکون برقرار رکھنے کے باوجود تقریر کے دوران میں قائد اعظمؒ سے اپنی والہانہ عقیدت اور محبت میں بے قرار ہو کر حاضرین مسلسل نعرہ ہائے تکبیرو تحسین بلند کرتے تھے۔ مسلمانوں کے نظم و ضبط اور ان کے اس پروقار مظاہرے سے غیر مسلم حاضرین بالخصوص برطانوی روسی اور امریکی نمائندگانِ اخبارات حیرت زدہ رہ گئے۔

قائد اعظمؒ کی تقریر کے بعد نواب زادہ لیاقت علی خاں صاحبؒ سیکرٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے اعلان کیا۔

"اس کنونشن کی مجلسِ مضامین صوبائی مجالس مقننہ کے ارکان کی مجموعی تعداد کے دسویں حصہ پر مشتمل ہو گی۔ اس مجلسِ مضامین کے سامنے مسئلہ دستور ہند کے متعلق تجاویز پیش ہوں گی اور بعد میں مجلسِ مضامین کی مرتب کردہ قرار داد کھلے اجلاس میں پیش کی جائے گی۔ مجلسِ مضامین میں مختلف صوبوں کے نمائندوں کی تعداد یہ ہو گی۔

مدراس	۴	اڑیسہ	۱
بمبئی	۴	بنگال	۱۴
یو۔پی	۸	پنجاب	۹
بہار	۴	آسام	۴
سی۔پی اور برار	۱	صوبہ سرحد	۴
سندھ	۲		

صوبائی نمائندوں کے علاوہ مجلسِ مضامین میں مرکزی اسمبلی کے دس اور کونسل آف اسٹیٹ کے دو اراکین بھی شامل ہوں گے۔ اس اجلاس کی منظور شدہ تجاویز کی تصدیق کونسل آل انڈیا مسلم لیگ سے حاصل کی جائے گی۔ اس اجلاس کے بعد صوبائی پارٹیاں مجلسِ مضامین کے لئے اپنے نمائندگان کا انتخاب کریں گی۔"

نواب زادہ صاحب نے اجلاس ملتوی کرنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ کل کنونشن کا اجلاس نہیں ہو گا۔ کل بروز دو شنبہ صبح دس بجے عربک کالج میں مجلس مضامین کا اجلاس ہو گا۔ ارکان کے علاوہ نمائندگانِ اخبارات اور دیگر اصحاب اس میں شریک نہ ہو سکیں گے اور کنونشن کا دوسرا اجلاس سہ شنبہ کو دس بجے شروع ہو گا۔

نواب زادہ صاحب کے اعلان کے بعد کنونشن کی پہلی نشست پر جوش نعروں کے درمیان برخواست ہوئی۔ اسٹیج سے پنڈال کے دروازہ تک درمیانہ راستہ کے دونوں جانب مسلم نیشنل گارڈ کے مضبوط و خوبصورت نوجوان اپنی شاندار فوجی وردیوں میں کھڑے ہو چکے تھے۔ نیشنل گارڈ کے پیچھے شرکاء اجلاس قائد اعظم کو قریب سے دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ قائدِ اعظم مجلس مقننہ کے اراکین اور دیگر حضرات

کو سلام کا جواب دیتے' خود سلام کرتے اور مسکراتے ہوئے اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ ادھر مجمع بھی اپنے محبوب رہنما کو رخصت کرنے کے لئے پاکستان پائندہ باد' قائد اعظم زندہ باد' لیکر رہیں گے پاکستان' کے مسلسل نعرے لگاتا رہا۔ جب قائد اعظم پنڈال کے باہر موٹر کے قریب پہونچے' تو یہاں نیشنل گارڈ کے ایک خصوصی دستہ نے سلامی اُتاری اور مسلم عوام کے ایک بہت بڑے مجمے نے جو یہاں قائد اعظم کے لیے بہت دیر سے منتظر کھڑا تھا' نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور قائد اعظم کو دیکھ کر اظہار مسرت و عقیدت میں تالیاں بجائیں اور پھولوں کے ہار نچھاور کئے۔ قائد اعظم کے تشریف لے جانے کے بعد بھی مسلم نیشنل گارڈ کے رضا کاروں کا انتظام بدستور جاری رہا اور مسلم عوام کا مجمع پورے نظم و ضبط کے ساتھ کھڑا تھا تاکہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کے مجالس مقننہ کے ارکان اور دیگر رہنمایانِ ملت کے دیدار سے بھی فیضیاب ہوں۔ جب پنڈال کے باہر ممتاز رہنمایان قوم اور اراکین اسمبلی تشریف لاتے تو مجمع پورے جوش کے ساتھ اظہارِ عقیدت' و خیر مقدم کرتا۔ مسلمانانِ دہلی کا یہ عظیم الشان مجمع والہانہ انداز میں نعرے لگا کر اپنے محبوب قائدین کو اس امر کا یقین دلاتا تھا کہ وہ حصولِ پاکستان کے لئے ہر طرح سے کمربستہ ہیں۔ کنونشن کا پہلا اجلاس نماز مغرب سے قبل برخواست ہوا۔

● ● ● ●

مجلس مضامین
(SUBJECTS COMMITTEE)

پہلی نشست کی کاروائی

۸۔ اپریل ۱۹۴۶ء بروز شنبہ عربک کالج کے ایک وسیع کمرے میں ساڑھے دس بجے صبح مجلسِ مضامین کا تاریخی جلسہ زیر صدارت قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح منعقد ہوا۔ اراکین مجلس نو بجے سے ہی جمع ہونے شروع ہو گئے تھے اور دو دو چار چار کے گروہوں میں انعقاد جلسہ سے قبل باہمی تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ اگرچہ یہ اعلان پہلے سے ہی کر دیا گیا تھا کہ مجلسِ مضامین کا جلسہ بند کمرے میں ہو گا اور اس میں اراکین کے علاوہ' وزیٹر اور نمائندگانِ اخبارات سب کا داخلہ ممنوع ہو گا مگر اس کے باوجود اخبارات کے نمائندے' اخباری فوٹو گرافر اور مسلمانوں کا بہت بڑا مجمع عربک پہونچ گیا تھا۔ رہنماؤں کی تشریف آوری پر یہ لوگ ان کا خیر مقدم کرتے تھے۔ قائدِ اعظم ٹھیک ساڑھے دس بجے تشریف لائے اور مجلسِ مضامین کا جلسہ شروع ہوا۔ اس ہنگامہ خیز اجلاس میں مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کی مسلم لیگ پارٹیوں کے مندرجہ ذیل منتخب شدہ نمائندے شریک تھے۔

مجلس مضامین کے اراکین

نمائندگان مرکزی اسمبلی۔ نواب زادہ لیاقت علی خاںؒ، نواب محمد اسماعیل خان صاحب، نواب سر محمد یامین خاں صاحب، سیٹھ یوسف عبداللہ ہارون، نواب صدیق علی خاں صاحب، حاجی عبدالستار، حاجی اسحاق سیٹھ، مسٹر محمد موسیٰ قلعدار، مسٹر محمد نعمان، مولوی تمیز الدین خاں صاحب، کیپٹن عابد حسین صاحب۔

نمائندگان کونسل آف اسٹیٹ۔ آنریبل مسٹر حسین امام، آنریبل مسٹر محمود پاشا، آنریبل حاجی ستار عبدالرزاق سیٹھ۔

نمائندگان بنگال اسمبلی۔ مسٹر شہید سہروردیؒ، وزیر اعظم بنگال، مولوی ابوالہاشم، مسٹر شمس الدین احمد، جناب حمید الحق صاحب، جناب فضل الرحمٰن صاحب، خان بہادر نوالامین صاحب، خان بہادر شرف الدین احمد صاحب، خان بہادر معظم الدین حسین صاحب، مولانا باقی صاحب، خان بہادر غفران صاحب، مسٹر احمد حسن صاحب، مسٹر ایم۔ ایچ اصفہانی۔

نمائندگان پنجاب اسمبلی۔ نواب افتخار حسین صاحب ممدوٹ لیڈر پنجاب اسمبلی، مسلم لیگ پارٹی، سردار شوکت حیات خاں صاحب، ملک فیروز خاں نونؒ، راجہ غضنفر علی خاں صاحب، میاں افتخار الدین صاحب، محترمہ بیگم شاہنواز، جناب پیر صاحب مکھنڈ، میجر عاشق حسین صاحب قریشی، چوہدری محمد حسین صاحب، چوہدری صلاح الدین صاحب

نمائندگان سرحد اسمبلی۔ خان عبدالقیوم صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی سرحد اسمبلی، نواب سر اکبر خاں ہوتی، سردار بہادر خان حبیب اللہ خان صاحب۔

نمائندگان سندھ اسمبلی۔ جناب حاجی علی اکبر صاحب، سید آغا بدرالدین صاحب، مسٹر محمد عبداللہ ہارون۔

نمائندگان یو۔پی اسمبلی۔ جناب چوہدری خلیق الزماں صاحب لیڈر یو۔پی اسمبلی، مسلم لیگ پارٹی، محترمہ بیگم اعزاز رسول، نواب سر محمد یوسف صاحب، مولوی اعجاز احمد خاں صاحب، حضرت مولانا حسرت موہانی، پروفیسر اے۔ بی حلیم صاحب جناب سید رضی اللہ صاحب، مسٹر ظہیرالحسن لاری۔

نمائندگان بمبئی اسمبلی۔ مسٹر اسماعیل ابراہیم چندریگر مسلم لیگ پارٹی، بمبئی اسمبلی، خان صاحب اے۔ اے خان مسٹر ایس۔ ایم حسن، مسٹر اے۔ ایس شیخ۔

نمائندگان مدراس اسمبلی۔ جناب محمد اسماعیل لیڈر مسلم پارٹی مدراس اسمبلی، جناب کے۔ ایم سیٹھ صاحب، جناب عبدالحمید خان صاحب، خان بہادر ڈاکٹر تاج الدین صاحب۔

نمائندہ سی۔ پی اسمبلی۔ مولانا سید عبدالرؤف شاہ صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی سی۔ پی اسمبلی۔

نمائندگان بہار اسمبلی۔ مسٹر لطیف الرحمن انصاری ڈپٹی لیڈر مسلم لیگ پارٹی بہار اسمبلی، مسٹر تجمل حسین، مسٹر زاہد حسین، جناب جعفر امام صاحب۔

نمائندہ اڑیسہ اسمبلی۔ جناب محمد یوسف صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی اڑیسہ اسمبلی۔

مجلس مضامین کا اجلاس سوا چار گھنٹے جاری رہا۔ اس دوران میں مسلم نیشنل گارڈ کے باوردی نوجوان کمرۂ اجلاس کے گرد چاروں طرف تعینات تھے۔ وہ مقررہ حدود کے اندر کسی شخص کو داخل نہ ہونے دیتے تھے۔ اخبارات کے نمائندے کاروائی معلوم کرنے کے لئے اخیر وقت تک منتظر کھڑے رہے۔ مسلم عوام کا ہجوم بھی برابر بڑھتا گیااور وہ بھی اپنے محبوب رہنماؤں کے دیدار کے لئے بے تابانہ انتظار کر رہے تھے۔ تقریباً گیارہ بجے مسٹر آئی آئی چندریگر لیڈر مسلم لیگ پارٹی بمبئی اسمبلی، جناب چوہدری خلیق الزمان صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی یو۔ پی اسمبلی ۔ جناب مولانا سید عبدالرؤف شاہ صاحب لیڈر مسلم پارٹی سی۔ پی اسمبلی۔ مسٹر محمد اسماعیل صاحب لیڈر مسلم لیگ پارٹی مدراس اسمبلی کمرہ سے باہر تشریف لائے۔ اخبارات کے نمائندے اور منتظر مجمع نے ان رہنماؤں کو گھیر لیا۔ ان رہنماؤں نے ان کو خاموش رہنے کی تلقین کی اور اخبارات کے نمائندوں کو کچھ بتانے سے انکار کیا۔ چونکہ مذکورہ چاروں رہنماؤں کا برطانوی مشن سے ملاقات کا تقرر تھا۔ اس لئے یہ حضرات وائسرے یگل لاج نئی دہلی روانہ ہو گئے۔ وزارتی مشن سے ہندوستان کے آئندہ دستور کے متعلق تبادلۂ خیالات کرنے کے بعد مذکورہ چاروں رہنما ایک بجے کے قریب واپس آکر مجلس مضامین کی کاروائی میں شریک ہو گئے۔

قائد اعظمؒ اور دیگر اراکین مجلس کنونشن کے لئے قرار داد کی ترتیب اور بحث و مباحثہ میں اس قدر مصروف تھے کہ دوپہر کے کھانے کے لئے بھی صحیح وقت پر اجلاس ملتوی نہیں کیا گیا۔

پونے تین بجے کے قریب اراکین کمرہ کے باہر آنے شروع ہوئے۔ مجلس مضامین کا جلسہ برخواست ہوا۔ اخباری فوٹو گرافروں نے اپنے کیمرے سنبھالے۔ نمائندگان اخبارات آگے بڑھے۔ مجمع نے نعرے لگانے شروع کئے۔ اخباری نمائندوں نے انتہائی کوشش کی کہ وہ کاروائی کے متعلق کچھ معلومات حاصل کر سکیں مگر رہنماؤں نے ان کو صرف اتنا بتایا کہ مجلس مضامین کا دوسرا جلسہ شام کو سات بجے منعقد ہو گا اور اخبارات کو شام کے اجلاس کے بعد منظور شدہ تجویز کی نقلیں دے دی جائیں گی۔

جلسہ سے فارغ ہو کر جب قائد اعظم موٹر میں سوار ہو رہے تھے تو ایک نوے سالہ دیہاتی بزرگ مسلمان والہانہ انداز میں قائد اعظم کی جانب دوڑے۔ قائد اعظم کو دیکھ کر وہ اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکے۔ ان کی آنکھوں سے محبت و عقیدت کے آنسو بے ساختہ جاری ہو گئے۔ ان کی آواز بھی بھرا گئی۔ قائد اعظم جو اب موٹر میں بیٹھ چکے تھے، اس ضعیف العمر دیہاتی مسلمان کے جذبات اور کیفیت سے متأثر ہوئے۔ انہوں نے اپنا دست مبارک مصافحہ کے لئے آگے بڑھایا۔ اس بزرگ شخص نے انتہائی احترام کے ساتھ مصافحہ کیا اور محبوب رہنما کی شیروانی کا دامن ہاتھ میں لے کر اس کو بوسہ دیا۔ جو لوگ اس

روح پرور منظر کو قریب سے دیکھ رہے تھے، ان پر بھی عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ قائد اعظم کے تشریف لے جانے کے بعد کچھ اصحاب اس ضعیف العمر دیہاتی مسلمان سے مخاطب ہوئے۔ لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ کمزور نوے سالہ بزرگ مسلمان جودھپور کے ایک گاؤں سے اس پیرانہ سالی میں سفر کی صعوبت برداشت کر کے صرف قائد اعظم کو دیکھنے کے لئے دہلی آئے تھے۔ یہ بزرگ مسلمان کافی دیر تک آہستہ آواز میں مسلم لیگ کی کامیابی اور قائد اعظم کی درازیٔ عمر کی دعا مانگتے رہے۔

مجلس مضامین کی دوسری نشست کی کاروائی

مجلس مضامین کا دوسرا اجلاس شام کو سات بجے عربک کالج میں شروع ہوا۔ قائد اعظم اور تمام ارکان شریک تھے۔ یہ اجلاس ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہا۔ اجلاس کے اختتام پر اخباری نمائندوں کو دو منظور شدہ تجاویز کی نقلیں دی گئیں۔ ایک قرار داد ملک برکت علی مرحوم کے سانحہ ارتحال پر اظہار تعزیت کی تھی اور دوسری تجویز ہندوستان کے مستقبل کے دستور کے متعلق تھی جو پانچ گھنٹے کی مسلسل بحث کے بعد متفقہ طور پر مجلس مضامین نے منظور کی تھی۔ اس تجویز پر مکمل وضاحت کے ساتھ مسلمانانِ ہند کے مطالبۂ پاکستان کا اعادہ تھا اور ہندوستان کی تمام آئین ساز مجالس کے مسلمان ممبروں کی جانب سے اس غیر متزلزل عزم کا اظہار تھا کہ وہ پاکستان کے حصول کے بغیر چین سے نہ بیٹھیں گے۔ یہ دونوں تجویزیں کنونشن کے دوسرے اجلاس میں پیش کی گئیں۔ مجلس مضامین کی جانب سے نمائندگان اخبارات کو مطلع کیا گیا کہ کنونشن کے اجلاس میں آنریبل مسٹر حسین شہید سہروردی لیڈر مسلم لیگی پارٹی بنگال اسمبلی اس قرار داد کی تحریک کریں گے اور یو۔ پی اسمبلی کی مسلم لیگ پارٹی کے لیڈر جناب چوہدری خلیق الزمان صاحب اس کی تائید کریں گے اور مختلف صوبوں کی جانب سے مجالس مقننہ کے ارکان مزید تائید کریں گے۔

(جاری ہے)

• • • •

حاصل مملکت اسلامیہ

کس نہ باشد در جہاں محتاجِ کس
نکتۂ شرعِ مبین ایں است و بس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا فضل حسین مغل ۔ جہلم

شجر ممنوعہ

اہل روایات کا کہنا ہے کہ شجر ممنوعہ "گندم" تھا۔ "لہسن" تھا یا "انگور"۔ بعض نے اسے میاں بیوی کے جنسی روابط سے بھی تعبیر کیا ہے حالانکہ قرآن کریم کی رو سے یہ سب چیزیں حلال ہیں۔ **لا تبدیل لکلمت اللہ** کی موجودگی میں ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ صورت حال بعد میں تبدیل کر دی گئی ہو گی۔ اس سے بھی آگے بڑھیں تو مفسرین کرام نے پہلے نفس واحدہ کو باوا آدم بنایا پھر "**وجعل منھا زوجھا**" آدم سے اماں حوا کو نکالا اور انہیں جنت میں لا بٹھایا۔ ادھر شیطان مردود بقول ان کے چوکیدار کو دھوکا دے کر جنت میں آ گیا اور میاں بیوی کو ورغلانے میں کامیاب ہو گیا۔ اللہ کو اس کی خبر ہوئی تو دونوں کو جنت سے چلتا کیا۔ آدمؑ زمین پر "سراندیپ" میں آگرے اور اماں حوا "جدہ" پہنچا دی گئیں۔ یہ ہیں اہل روایات کے قلم کی معجز نمایاں ورنہ قرآن کے مطابق اللہ نے نہ کوئی پتلا بنایا نہ اس میں سے کوئی عورت نکالی۔ قرآنی آیات 15:25 ۔ 30:22 ۔ 20:55 ۔ 52:32 ۔ 1:18/ ۔ 11:61 کے مطابق کرہ ارض پر حیات (زندگی) ہر خطہ زمین پر مٹی سے جرثوموں کی شکل میں پیدا ہوئی جو ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی مدت مدید بعد آدمی کی موجودہ شکل میں وجود پذیر ہوئی۔ مختلف رنگ پائے۔ الگ الگ زبانیں وضع کیں اور میاں بیوی کے رشتوں میں منسلک ہو کر افزائش نسل کا باعث بنی۔

نوع انسانی اب تک امت واحدہ تھی۔ زمین پر رزق فراوانی سے موجود تھا۔ نہ کوئی ذاتی مفاد تھا۔ نہ ٹکراؤ (2:213 ۔ 10:19) اس کے بعد ٹکراؤ شروع ہوا تو امت واحدہ' واحدہ نہ رہی۔ اختلافات کو مٹانے والا کوئی تھا نہیں۔ اللہ نے پیغمبر مبعوث فرمائے اور راہ گم کردہ نوع انسانی کی ہدایت کے لئے کتابیں اتاریں۔

شجر ممنوعہ کو سمجھنے کے لئے آدم کے معنی سمجھنا ہوں گے۔ آدمؑ (مادہ ا۔د۔م) کے بنیادی معنی ہیں۔ انسانوں کا مل جل کر رہنا۔ ہم آہنگ ہونا۔ ایک دوسرے کے لئے ساز گار ہونا۔ ہم مقصد ہونا اور یہ سب باتیں ان کے بغیر ممکن نہیں کہ سب لوگ کسی ایسے نظام میں مربوط ہوں جو تمام افراد معاشرہ کے لئے ایک ہو۔ جس میں نہ کوئی اعلیٰ ہو نہ ادنیٰ۔ نہ حاکم ہو نہ محکوم۔ اللہ کی زمین پر پھیلے ہوئے رزق پر سب کا حق یکساں ہو۔ یہ رزق وافر مقدار میں موجود ہو۔ سوال یہ ہے کہ پھر فساد کیوں؟ فساد

اس وقت نمودار ہوتا ہے جب آدمی اجتماعی مفاد چھوڑ کر انفرادی مفاد کے پیچھے بھاگتا ہے۔ آدمؑ سے کہا یہ گیا تھا کہ اے آدم (سردار) تم اور تمہاری بیوی (کنبہ) دونوں زمین پر بچھے دستر خوان سے جی بھر کر کھاؤ پیئو مگر شجر ممنوعہ کے قریب نہ جانا ورنہ دونوں ظالم قرار دیئے جاؤ گے۔ (2:35) کھانے پینے کی کھلی چھٹی دے کر جس بات سے منع کیا گیا ہے وہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ وسائل رزق پر اجارہ داری قائم نہ کرنا۔ مملکتی نظام' ایک سربراہ اور عوام پر مشتمل تھا۔ وسائل رزق سب کے لئے وا تھے۔ معاشرہ جنت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ یہاں ابلیس کا کردار سامنے آتا ہے۔ قرآن کے الفاظ میں اس نے آدم کو پٹی پڑھائی کہ۔

"اے آدمؑ (سربراہ مملکت) کیا میں تجھے ایک ایسے سدا بہار درخت کی خبر دوں کہ جس پر کبھی خزاں نہ آئے۔ یعنی مملکت کی سربراہی یا اقتدار کی باگ دوڑ ہمیشہ تیرے ہی خاندان میں رہے اور ایک ایسی مملکت جو کبھی پرانی نہ ہو (20:120)"

ملک لایبلی کے الفاظ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مذکورہ قصہ کسی ایک جوڑے کا نہیں۔ یہ ایک نظام حکومت میں حکام اور عوام کا ذکر ہے۔ جنت کی کل کائنات جب انہی دو نفوس پر مشتمل تھی تو پھر وہاں ابلیس کے یہ کہنے کا کیا مطلب تھا کہ آ میں تجھے ایک ایسی سلطنت کی خبر دوں جو کبھی پرانی نہ ہو۔ یہ واقعہ درحقیقت افراد کا ہے ہی نہیں۔ یہ داستان ہے' بنی نوع انسان کی جس کے تمدنی نظام میں ایک سربراہ اور اس کے ساتھی عوام ہیں۔ ملکی دولت کے سرچشمے چونکہ حکام کی دسترس میں ہوتے ہیں اس لئے وہ شجر ممنوعہ کی حدود پامال کرنے کے زیادہ مرتکب ہوتے ہیں۔ رشوت' بد دیانتی' لوٹ کھسوٹ۔ ناجائز کاروبار' عوام کی حق تلفی اور اس نوع کے دوسرے جرائم سب شجر ممنوعہ ہیں۔ ہمیں ان کے قریب نہ جانے کی ہدایت کی گئی تھی مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہاں حکمران' سرمایہ دار' صنعتکار تاجر اور افسر شاہی' مرکز سے لے کر صوبوں تک شجر ممنوعہ پر ہاتھ صاف کر رہی ہے اور ہمارا مسیحا لہسن' انگور' یا دانہ گندم کی بحث میں الجھا ہوا ہے۔

ہمیں بتایا جاتا ہے کہ "آدم" اور "حوا" نے معصیت کی تو وہ دونوں ننگے ہو گئے یعنی ان کے عیوب ایک دوسرے پر ظاہر ہو گئے لیکن حیرت ہے کہ وہی چرخ نیلی فام ہے' وہی اللہ ہے' وہی اس کا قانون ہے۔ہم ہر اس اخلاقی جرم کا ارتکاب کرتے ہیں جو ہمارے لئے ممکن ہے۔ مگر اب کوئی ننگا نہیں ہوتا! یا شاید کسی کی برہنگی کسی کو اس لئے نظر نہیں آتی کہ اس حمام میں سبھی ننگے ہیں۔

● ● ● ●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامہ آئی' آئی' قاضی کے
دیس میں قرآن کی آواز

حیدر آباد (قاسم آباد) میں طلوع اسلام کا پہلا اجتماع

حیدر آباد (قاسم آباد) میں علامہ غلام احمد پرویزؒ کے درس قرآن کی محفلیں اگرچہ ایک عرصہ سے جاری تھیں اور اہالیان حیدر آباد کی خاصی بڑی تعداد پرویز صاحبؒ کی پیش کردہ قرآنی فکر سے آشنا تھے' لیکن تعلیم و تربیت کی یہ محفلیں اب تک حیدر آباد ٹاؤن کے ایک نجی مکان کی چار دیواری تک محدود تھیں۔ جناب ایاز حسین انصاری' چیرمین ادارہ ایک مدت سے یہ تمنا دل میں لئے ہوئے تھے کہ باری تعالیٰ! وہ وقت کب آئے گا جب ہم اہالیان حیدر آباد کو کھلے عام دعوت فکر دے سکیں گے۔ 21 فروری 1997ء کو ان کی یہ آرزو پوری ہوئی اور بقول اقبالؒ

خلوت کی گھڑی گذری جلوت کی گھڑی آئی
چھٹنے کو ہے بجلی سے آغوش سحاب آخر

اور چشم فلک نے دیکھا کہ قرآن کا پیغام سننے کے لئے لوگ امڈے چلے آ رہے ہیں۔ چھوٹے بڑے' بوڑھے' جوان' باریش و بلاریش' نہ نظریات کی فکر ہے نہ عقیدے کی تخصیص کہ قرآن کی محفل ان تکلفات سے بے نیاز ہوا کرتی ہے۔ کاروائی پرویز صاحبؒ کے درس قرآن تک محدود تھی اور سامعین کے لئے بیٹھنے کا انتظام کھلے میدان میں کیا گیا تھا۔ پنڈال سادہ اور چاروں طرف سے کھلا تھا۔ جنہیں بیٹھنے کے لئے نشست نہ مل سکی وہ کھڑے کھڑے درس قرآن سنتے رہے۔ ان سے بھی بڑی تعداد قرب و جوار کی عمارتوں سے محو دید تھی۔ بہت سے احباب کراچی' لاڑکانہ' رانی پور' سکھر اور شکار پور سے تشریف لائے تھے۔ بورے والا سے ڈاکٹر اسلم نوید صاحب بھی شریک محفل تھے۔ باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے خوردو نوش اور رہائش کا انتظام' مہمان نوازی کی نئی قدروں کی نشاندہی کر رہا تھا۔ نماز مغرب کے بعد شروع ہونے والی' اثر و جذب اور کیف و سرور میں ڈوبی ہوئی یہ قرآنی محفل رات گئے تک جاری رہی۔ پروگرام کے شروع میں میر محفل ایاز حسین انصاری صاحب نے حاضرین کو دعوت فکر قرآنی کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا اور اجتماع میں شریک مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔

قرآنی لٹریچر بشمول مطبوعات طلوع اسلام پر پچاس فیصد رعایت دی گئی تھی۔ سٹال پر موجود کتابیں ختم ہو گئیں لیکن خریدنے والوں کا اشتیاق کم نہ ہوا۔

حیدر آباد کے اس کامیاب تجربے کے بعد یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ وقت آگیا ہے کہ بزمہائے طلوع اسلام باہر نکلیں کہ متلاشیان حق ان کی پذیرائی کے لئے چشم براہ ہیں۔

دیکھا ہے جو خود تو نے اوروں کو بھی دکھلا دے۔

تقریب کی تصویری جھلکیاں آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

● ● ● ●

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلیم

کشت خیال

کیا انسان کے لئے اپنے طبعی رجحانات کو اقتضائے فطرت سمجھ کر رہبر حیات بنا لینا چاہیے یا ان کو کسی اور معیار سے جانچ لینا ضروری ہے؟ اس بارے میں اسلام کا فیصلہ تو صاف ہے لیکن تعجب ہے کہ اس قدر تعلیم و ترقی کے باوجود مغرب کی مادی تہذیب ابھی تک کسی خاص نتیجہ تک نہیں پہنچ سکی۔ کیونکہ دیکھا یہی گیا ہے کہ بعض امور میں تو انسانیت کا خاص تصور پیش کر کے فطرت کا مقابلہ کرنے کا درس دیا جاتا ہے۔ مثلاً" ضبط تولید اور بعض باتوں میں حیوانوں کی پیروی کرنے کو عین اتباع فطرت ٹھہرایا جاتا ہے۔ مثلاً" تحریک عریانی

☆ ☆ ☆ ☆

پاکستان میں دیہات کی مسلمان عورتیں بالعموم پردہ نہیں کرتیں اور کام کاج میں مردوں کا ہاتھ بٹانے کے لئے آزادانہ باہر پھرتی ہیں۔ لیکن ان کی بے پردگی کے متعلق کبھی آواز بلند نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس شہروں میں عورتوں کی آزادی اور بے پردگی ہمیشہ ہدف ملامت بنی رہتی ہے۔ اس امتیازی سلوک کی وجہ کیا ہے؟ یہی کہ دیہاتی عورتیں کسی عذر و علت کے احساس کے بغیر ضرورتاً" پردہ نہیں کرتیں اور شہری عورتوں میں مغربی تہذیب کے زیر اثر بے پردگی اختیار کی جاتی ہے اور پھر اس کی ضرورت ثابت کرنے کی کوشش میں اخلاقی نفسیات اور حفظان صحت کی بے سروپا دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ مذہب کی آڑ لینے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔

☆ ☆ ☆ ☆

امریکہ کے شعبہ تعلیم میں ایک نیا تجربہ کیا جا رہا ہے جو اپنے نتائج کے اعتبار سے بہت کامیاب ثابت ہوا ہے۔ عام طریق تعلیم کے لحاظ سے درسگاہوں میں طلباء کی تقسیم جماعت بندی کے لحاظ سے ہوتی ہے اور ایک جماعت کے تمام طلباء کو ایک ہی قسم کی تعلیم دی جاتی ہے اور بچوں کی مختلف ذہنی استعداد کا کوئی خیال نہیں کیا جاتا۔ امریکہ کے ماہرین تعلیم نے اس طریق تعلیم کے نقائص پر غور کیا اور اس نتیجہ پر پہونچے کہ اس سے وہ بچے جو دماغی صلاحیت کے اعتبار سے اوسط درجے کے طلباء سے کہیں فائق ہوتے ہیں خواہ مخواہ کم استعداد والے بچوں کے ساتھ جکڑے رہتے ہیں جس سے ان کی طبع

ادراک یا تو رفتہ رفتہ کچلی جاتی ہے یا وہ اسے کسی دوسرے شعبہ کی طرف منتقل کر کے تباہ کر دیتے ہیں۔ اس خیال کے پیش نظر انہوں نے بچوں کی ذہنی استعداد کے امتحان کے لئے مختلف طریقے وضع کئے ہیں اور مختلف درسگاہوں کے بچوں کا امتحان لے کر وہ ایسے بچوں کو الگ کر لیتے ہیں جن کی ذہانت اوسط ذہانت عام بچوں سے بلند ہوتی ہے۔ آٹھ سے گیارہ سال تک کی عمر کے بچوں پر اس کا عمل کیا ہوتا ہے اور اوسطاً" دس ہزار بچوں سے پچاس بچے اس معیار پر پورے اترتے ہیں۔ ان بچوں کو وہ ایک الگ درس گاہ میں منتقل کر دیتے ہیں جہاں ان کی مجموعی تعداد پانصد کے قریب رہتی ہے۔ جہاں منتخب شدہ بچوں کے ذہنی رجحانات کے مطابق اعلیٰ ترین تعلیم دینے کے انتظامات موجود ہوتے ہیں۔ اب اندازہ فرمایئے کہ اس قسم کی تعلیم کے بعد یہ بچے کیا بن کر نکلیں گے۔ یہ وہ بچے ہوں گے جن کے ہاتھوں میں قوم کی تقدیریں ہوں گی۔

یہ ہیں زندہ قوموں کے کارنامے اور دوسری طرف ہماری درس گاہیں بھی ہیں کہ جہاں نصاب تعلیم وہ ہے جو آج سے تین سو برس پیشتر مرتب ہوا تھا اور جس میں کسی تبدیلی کا خیال بھی مداخلت فی الدین سمجھا جاتا ہے اور دنیاوی درسگاہیں کہ جن کے متعلق حضرت اکبر مرحوم نے فرمایا کہ ۔۔۔

یوں قتل سے بچوں کے وہ بد نام نہ ہوتا۔
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

(قارئین اگر اس عنوان کے تحت لکھنا پسند فرمائیں تو طلوع اسلام کے صفحات حاضر ہیں۔ مدیر)

● ● ● ●

☆ زر شرکت ☆

ماہنامہ طلوع اسلام کا زر شرکت آپ نے یقیناً" ارسال کر دیا ہو گا۔ پھر بھی دیکھ لینے میں کیا حرج ہے؟ جس تاریخ تک آپ کا زر شرکت ہمیں موصول ہوا ہے اس کا اندراج آپ کے ایڈریس کے اوپر والی سطر میں کر دیا گیا ہے۔ اس میں غلطی کا امکان بھی ہو سکتا ہے۔

سرکولیشن آفیسر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سید شاہد علی (لندن)

☆ مراسلت ☆

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ۔

پھر اس (قرآن کے معنی) کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔ (75/19) اور

وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی جس کی بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں۔ (3/7)

اس آیت مبارک سے معلوم ہوا کہ قرآن کی بعض آیات متشابہ ہیں تو ان کے معنی کیسے معلوم ہوں گے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا کہ۔

ہم عنقریب ان کو اطراف (عالم) میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائیگا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔ (53/41)

اور ایک اور جگہ فرمایا کہ

اور تھوڑی مدت ہی گزرے گی کہ تمہیں اس (قرآن) کے معنی خود معلوم ہو جائیں گے۔ (38/88)

اور جہاں تک "تھوڑی مدت" کا تعلق ہے اس کے لئے فرمایا کہ۔

اور بے شک تمہارے رب کے نزدیک ایک روز حساب کی رو سے ہزار برس کے برابر ہے۔ (22/47)

یعنی یہ ایک دن ہمارے ہزار برس کے برابر ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ (70/4)

مراد یہ ہے کہ اللہ کی "تھوڑی مدت" ہمارے لئے ایک طویل عرصہ ہو گا۔ جو کہ ہزاروں سال پر مشتمل ہو سکتا ہے۔

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن کا بیان کرنا بھی اللہ کے ذمہ اور کچھ آیتیں (متشابہات اور سائنس سے متعلق) ایسی ہیں کہ ان کا مطلب آگے چل کر جیسے جیسے سائنس ترقی کرتی جائے گی واضح ہوتا جائے گا۔

اب تک چونکہ سائنس کا علم لوگوں کو کم تھا خاص کر ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن مجید کے ترجمے کئے ہیں ان کو سائنس کا علم قطعاً نہیں تھا جس کی وجہ سے انہوں نے بعض سائنس سے متعلق آیات کا ترجمہ نہایت مبہم اور غلط کیا ہے۔

انہیں آیات میں سورۃ المرسلات کی شروع کی سات آیتیں بھی ہیں۔ اب اگر لفظ مراسلات ... کیا جائے تو یہ رسول سے مشتق ہے جس کے ایک معنی پیغام رسانی کے بھی ہیں۔ عزیز احمد صدیقی صا... نے اپنی افہام القرآن میں اس کے معنی " برقی لہریں " لکھا ہے۔ اصل میں یہ الیکٹرو میگنیٹک ... (Electromagnetic Waves) ہیں جن کے ذریعہ آج پیغام رسانی کا کام لیا جاتا ہے۔ ان ... میں ریڈیو ویوز (Radio Waves) بھی کہتے ہیں۔ اور یہ لہریں ایک ٹرانسمیٹر (Transmitter) ... ہوتی ہیں اور ساری فضا میں اس پیغام کو جس کو بھیجا جا رہا ہے نشر کر دیتی ہیں۔ اب ... ہزاروں مختلف ٹرانسمٹروں سے پیغامات بھیجے جا رہے ہیں تو کوئی نظام ایسا ہونا چاہئے جو ان پیغا... وصول کر کے جدا بھی کر سکے۔ اور ایسا نظام ریڈیو کے اندر ...ector and acceptor circuits صورت میں موجود ہوتا ہے۔ اور اس طرح اس آلے کو مذاکرات اور مشاورات کرنے اور ... غلط پالیسی کے نتائج سے آگاہ کرنے کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

پس (مراسلات) کے معنی آج کی دنیا میں ہوں گے : ریڈیو ویوز (Radio Waves) کے ذریعہ پیغا... رسانی۔

اور آیتوں کا ترجمہ مندرجہ بالاء سطور کی روشنی میں اس طرح ہو گا۔

(1)۔ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی پیغام رساں لہریں ہونگی جو کہ ٹرانسمٹر کے ذریعہ ... پے بھیجی جائیں گی۔

(2)۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا
یہ لہریں بڑی تیز رفتار ہونگی۔

(3)۔ وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا
پھر یہ ان پیغامات کو جو نشر کئے جائیں گے دور دور تک فضاء میں نشر کر دیں گے۔

(4)۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا پھر ان لہروں کو جو بیک وقت ہزاروں ٹرانسمٹروں سے نکل کر فضا میں پیغاموں کو پھیلائیں گی ریڈیو کا رد و قبول کا نظام ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیگا۔

(5)۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا
پس اس طرح پیغام رسانی کا کام مکمل ہو جائے گا۔

(6)۔ عُذْرًا اَوْنُذْرًا
اور ان لہروں کے ذریعہ مذاکرات و مشاورت کی جائے گی اور غلط پالیسی کی نتائج سے آگاہ کیا جائے گا۔

(7)- إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٌ ۔ کہ جس (زمانہ) کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ آ کر رہے گا۔
اس آخری آیت سے معلوم ہوا کہ ریڈیو ویوز (Radio Waves) کے ذریعہ مراسلات کرنے کا زمانہ آکر رہے گا۔ اور باقی گذشتہ چھ آیتوں میں جو وعدہ کیا جا رہا ہے وہ ضرور پورا ہو گا۔ اس سورۃ کا نام ہی المرسلات ہے جس کو انگریزی میں (Communications) **کیمونیکیشنز** کہتے ہیں پھر آیت نمبر 4 میں نشریات کا واضح ذکر ہے۔

بشکریہ بلاغ القرآن

● ● ● ●

☆جب نئی حکومت آئیگی تو.....☆

رات کا سناٹا۔ دن بھر کا تھکا ماندہ گھوڑا قدم قدم چل رہا تھا۔ تانگے والا بھی اونگھ رہا تھا۔ میں نے فضا کے سکوت کو توڑتے ہوئے یونہی تانگے والے سے کہا۔ کیوں میاں! اب تو تمہاری حالت بہتر ہو گئی ہو گی! تانگے والا عجیب سی بے رخی سے بولا۔ بابو صاحب! پہلے بھی یہی مزدوری کرتے تھے جواب ہے۔ سنا تھا کہ نئی حکومت آئے گی تو ہماری حالت میں بھی فرق آ جائے گا۔ لیکن معلوم نہیں وہ حکومت کب آئے گی۔

میں نے کہا میاں! وہ حکومت تو ایک مہینے سے آ چکی ہے۔ تمہیں خبر ہی نہیں ہوئی۔

اس نے حیرت سے میری طرف مڑ کر دیکھا اور کہا۔ کیا کہا بابو جی آپ نے؟ حکومت آ چکی ہے۔ یہاں تو وہی کمیٹی ہے۔ وہی اس کی جھڑکیاں اور وہی اس کے تقاضے۔ وہی پولیس ہے اور وہی ان کی بیگار' وہی گالیاں' وہی تیل کی مصیبت' وہی دانے اور گھاس کی دقت۔ نئی حکومت ہوتی تو ہماری یہ حالت کیسے رہتی؟

میں اس کا جواب نہ دے سکا۔

اور اس کا جواب دے بھی کون سکتا تھا!

اے وہ کہ جن کی زبانوں پر ہزار مرتبہ لفظ جمہوریت آنے کے باوجود ان کا دل ایک بار بھی اس کی گواہی نہیں دے سکا۔ اسے دل کے کانوں سے سن رکھیں کہ یہ لفظ کبھی شرمندہ معنی نہ ہو گا جب تک ایک تانگے والا بھی یہ محسوس نہ کرنے لگے کہ اس کی حالت میں فی الواقعہ فرق پیدا ہو گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سعدیہ ظفر

☆ قرآنی تعلیم ☆

(مشکلات پر قابو پانے کا واحد حل)

دین۔ نام ہے اس نظامِ زندگی کا جس میں احکامِ خداوندی بطور قوانین نافذ العمل ہوں۔ یہ نظام سب سے پہلے محمد رسول اللہؐ کے ہاتھوں وجود میں آیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ساری دنیا کے لئے وجہ رشک بن گیا۔ مخالفین براہ راست اس کا مقابلہ نہ کر سکے تو مسلمانوں کا رُوپ دھار کر اس میں شامل ہونے لگے اور انہوں نے دینِ اسلام کے ارفع اور اعلیٰ نظام کو دوسرے مذاہب کی سطح پر لا کر ایسا مجموعہ ابتداء بنا دیا کہ مسلمان، جو ایک قوم بن کر منصۂ شہود پر اُبھرے تھے، فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے دشمن بن گئے اور یوں دنیا بھر کو امن و سلامتی کی ضمانتیں دینے والا نظام خود اپنے ہی نام لیواؤں کے لئے وجۂ فساد بن گیا۔ وحیِ خداوندی کی واضح، متعین اور اٹل اقدار ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔ تسخیرِ کائنات کا سبق ہمارے ذہنوں سے محو ہونے لگا۔ مذہبی درسگاہیں کافر گری کی ٹکسالیں بن گئیں۔ عظمتِ رفتہ کے امین مسلمان نکبت و زبوں حالی کا شکار ہو گئے۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ مسلمان اللہ کی کتابِ عظیم کو چھوڑ کر روایات کی بھول بھلیوں میں کھو گئے اور لگے اپنے اپنے فرقوں کی عظمتوں کے گُن گانے۔ معیارِ صداقت یہ ٹھہرا کہ وحیٔ خداوندی مجروح ہوتی ہے، ہوا کرے۔ تقدیس رسولؐ پر حرف آتا ہے، بھلے آئے لیکن کسی ایک حدیث کو بھی شک کی نظر سے دیکھا تو نکاح فسق، ایمان ختم، ایک دم کافر۔ لطف کی بات یہ ہے کہ کافر قرار دینے والے کو بھی کوئی اور کافر قرار دے چکا ہوتا ہے اور اس (Vicious Circle) گردش دولابی میں شائد ہی کوئی فرقہ ایسا ہو جسے اب تک کافر قرار نہ دیا جا چکا ہو۔

یوں تو یورپ میں برپا فنی اور سائنسی انقلاب ہی مسلمانوں کی نژادِ نو کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی تھا؛ بعیر مذہب پرستوں کی بوالعجبوں اور تشدد پسندانہ حرکتوں نے اُس کی آنکھیں مزید کھول دی ہیں۔ مذہب سے اس کی نفرت کا یہ عالم ہے کروڑوں کی آبادی میں مساجد کی طرف رجوع کرنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں رہی۔ ان میں بھی نوجوانوں کی مذہب سے بیزاری ان کے چہروں پر نمایاں نظر آتی ہے۔ سرمایہ دار طبقہ "بارٹر سسٹم" کے تحت مذہبی پیشوائیت کی پرورش کے لئے پہلے ہی موجود تھا، اب زکوٰۃ میں بھی ان کا حصہ مقرر ہو گیا ہے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے، پہلے وہ فتویٰ لگاتا

...ا۔ اب فتوے بعد میں آتا ہے گولی پہلے چل جاتی ہے۔ یہ اس لئے کہ پہلے اس کے ہاتھ میں لکڑی کا عصا تھا اب کلاشنکوف اور مارٹر ہے۔ دولت ہو گی تو قوت بھی آئے گی اور قوت ہو گی تو اس کا مظاہرہ بھی ہو گا۔ جیسا کہ اپنی انتہا کو پہنچ کر ہر ظلم ایک دن ختم ہو جاتا ہے' ہر انانیت ایک دن سرنگوں ہونے پر مجبور ہو جاتی' اللہ کی کتاب نے بہت ظلم سہا ہے۔ نظامِ مصطفےٰ گندم نما جو فروشوں کے ہاتھوں دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا ہے۔ ایسے میں مسلمانوں کے لئے فلاح کا ایک ہی راستہ رہ گیا ہے اور وہ یہ کہ وہ کتابِ الٰہی کو طاقوں اور جزدانوں سے آزاد کر کے اپنی زندگیوں میں لے آئیں۔ اسے پڑھیں سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ قرآنی اقدار سامنے ہوں' ان اقدار پر عمل کرنا مقصدِ حیات ہو تو راہیں خود بخود وا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ الحمد اللہ کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے اس سمت قدم اٹھایا ہے انہوں نے حکم دیا ہے (اللہ کرے یہ حکم قوم کے لئے قانون بن جائے) کہ قرآن مجید بچوں کو نہ صرف ناظرہ پڑھایا جائے بلکہ اس کا ترجمہ بھی پڑھایا جائے۔کیا ہی اچھا ہو' جو حکومت ایک ترجمہ بھی متعین کر دے ورنہ شیعہ بچے شیعہ اور سنی' سنی ترجمے کا مطالبہ کریں گے اور اگر حکومت نے سیاسی مصلحتوں کے تحت اس مطالبے کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے تو اس سے نہ مسلمان بچے ایک قوم بن سکیں گے نہ فرقہ واریت کو قابو میں لانا ممکن ہو گا۔ یہ فیصلہ شروع دن ہی سے ہو جانا چاہیے ورنہ قرآن پڑھنے کے بعد بھی حالت بقول شاعر' یہ ہو گی کہ۔

مکے گئے مدینے گئے کربلا گئے
جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے

● ● ● ●

آپ طلوع اسلام کی مدد کیسے کرسکتے ہیں؟

☆۔ اپنے احباب کو طلوع اسلام کا خریدار بنائیے

☆۔ اپنے شہر میں طلوع اسلام کی ایجنسی قائم کیجئے

☆۔ کسی مقامی ایجنٹ کو تیار کیجئے کہ وہ طلوع اسلام کا لٹریچر منگائے

ممکن ہو تو اپنے علاقے سے طلوع اسلام کے لئے اشتہار مہیا کیجئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارہ

☆ باب الاستفسارات ☆

1- موجودہ حالات میں نماز کی تعداد اور وقت معین ہے۔ کیا مجلس شوریٰ اس کی مجاز ہے کہ نماز ا[illegible]
کوئی نئی شکل متعین کر سکتی ہے یا اس کی تعداد اور وقت میں تبدیل کر سکتی ہے؟
2- موجودہ حالات میں روزہ کی معروف شکل میں کیا مجلس شوریٰ تبدیل کر سکتی ہے؟
3- حج کی جو موجودہ شکل ہے' اس میں مجلس شوریٰ کیا کچھ تبدیلیاں کر سکتی ہے۔ یعنی حج کا مہینہ ا[illegible]
تاریخ متعین کی جا سکتی ہے؟
4- زکوٰۃ کے متعلق مجلس شوریٰ کیا کوئی نیا نصاب مقرر کر سکتی ہے؟

قاضی محمد یوسف۔ سعودی عرب

● ● ● ●

طلوع اسلام

اس سلسلہ میں جس بات کا اصولی طور پر سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جس فریضہ کی متعین [illegible] یا جس حکم کی تعمیل کی متعین شکل قرآن کریم نے بیان فرما دی ہے اس میں ردو بدل کا کسی کو کوئی حق نہیں' حتیٰ کہ رسولؐ کو بھی اس کا حق نہیں کہ وہ قرآن کریم میں بیان کردہ کسی حقیقت میں کوئی تبدیل اپنی مرضی سے کر دے (10:15) اور جن احکام کو قرآن کریم نے اصولی طور پر بیان فرمایا ہے اور ان کی جزئیات متعین نہیں کیں' ان کو اسلامی حکومت (مرکزی نظام) باہمی مشورہ سے قرآنی حدود کے اندر رہتے ہوئے' اپنے وقت کے تقاضوں کے مطابق متعین کر سکتی ہے۔ (3:158)۔(42:38)

● ● ● ●

1- اگر کوئی شخص تندرست ہونے کے باوجود روزہ نہیں رکھتا تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔
2- ایک شخص روزہ رکھنے کے بعد بغیر کسی شرعی احتیاج کے روزہ توڑ دیتا ہے۔ قرآن اس کے لئے کیا سزا تجویز کرتا ہے؟

س- بچوں پر کتنی عمر کے بعد روزہ فرض ہوتا ہے۔ اگر وہ سمجھانے کے باوجود کوتاہی برتیں تو قرآن میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

حافظ عبدالمجید بٹ۔ گوجرانوالہ

••••

طلوع اسلام

ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم سراسر غیر قرآنی معاشرہ میں رہتے ہوئے قرآنی احکامات کی تعمیل کی شکلیں ڈھونڈتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لاتا ہے تو اس کا عملی مفہوم یہ ہے کہ وہ ان تمام احکام، قوانین کو تسلیم کرتا اور ان کے مطابق زندگی گذارنے کا عہد کرتا ہے۔

لہٰذا اپنی رضا رغبت اور دل کے پورے اطمینان سے اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد ان قوانین کی خلاف ورزی کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو اللہ نے اپنے رسولؐ کی وساطت سے قرآن کریم میں دیئے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایمان کا دعوےٰ بھی کرتا ہے اور اللہ کے احکام کی پیروی نہیں کرتا تو اس کا دعویٰ ایمان باطل ہے اگر کوئی شخص قرآنی نظام کے اندر ہوتے ہوئے کسی بھی اجتماعی یا انفرادی حکم کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کی سزا، وہ نظام متعین کرے گا جس کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان احکام کی اطاعت کرائے۔

••••

افلاس

مسلم لیگ کے مستقبل کا انحصار اس پر منحصر ہے کہ عام شہری کا افلاس کیسے دور کیا جائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملک حنیف وجدانی

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 50 سال

(قسط دوئم)

5۔ سیاست اور مذہب کی سرگذشت

ہر چند کہ ہم میں آج اقبالؒ موجود نہیں لیکن اقبالؒ کی فکر ہمارے پاس موجود ہے۔ ہم اس فکر کی روشنی میں دیکھ سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک پاکستان کی اسلامی مملکت کا نقشہ کیا تھا۔ ایک بات جسے فراموش کر کے ہم ذلت و رسوائی کی راہ پر چل نکلے ہیں ' ان کے نزدیک طے تھی۔ فرماتے ہیں۔

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
الگ ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

چاہئے تو یہ تھا کہ ہم اپنی سیاست کو دین کے تابع رکھتے اور دنیا کے سارے دروازے دین کی چابی سے کھولنے کی طرح ڈالتے لیکن آزادی کے اس پچاس سالہ سفر میں ہم نے کیا سوچا اور کہاں کہاں ٹھوکر کھائی اسے تاریخ کے آئینے میں دیکھنے کے لئے ان واقعات کو سامنے لائیے۔

☆ -1948-2-25 پاکستان کی قومی اسمبلی نے اردو کو قومی زبان قرار دے دیا۔ آج ہم کہاں ہیں اور کدھر جا رہے ہیں۔؟

☆ -قرار داد مقاصد کی منظوری کے ساتھ ہی 25 اراکین پر مشتمل بنیادی اصولوں کی کمیٹی بنائی گئی۔ 28 ستمبر 1950ء کو اسمبلی کے سامنے اس کی رپورٹ پیش کی گئی جس میں تجویز کیا گیا کہ مرکزی مقننہ دو ایوانی ہونی چاہئے۔ صدر کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔

☆ -نئے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے جو کہ ایک مدبر سیاستدان تصور کئے جاتے تھے عنان حکومت سنبھالی۔ انہوں نے عوامی مطالبات اور دستوری ضروریات کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے پاکستان کو سیاسی بحران سے نکالنے کی کوشش کی۔ چنانچہ 22 دسمبر 1952ء کو رپورٹ پر نظر ثانی کر کے پارلیمنٹ میں قرار داد پیش کر دی گئی جس کے تحت صدر پاکستان کا مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

☆-ناوان دوست پھر دشمنوں سے مل گئے۔ نیشنل عوامی پارٹی اور عوامی لیگ نے مخلوط انتخابات کے انعقاد کا مطالبہ کر دیا۔ یوں مذہبی اور سیکولر حس میں ٹکراؤ کی ابتداء ہو گئی۔

☆ پاکستان کا قومی ترانہ 54-8-13 کو پہلی بار 14 اگست 54 کے یوم آزادی پر نشر ہوا۔

☆ 54-11-27 وحدت پاکستان کے بعد گورنر مشتاق احمد گورمانی نے مغربی پاکستان کے گورنر کا حلف اٹھایا۔

☆ 56-1-9 کو وزیر قانون آئی آئی چندریگر نے دستور ساز اسمبلی میں مسودہ قانون پیش کیا جس کی منظوری کے بعد 56-3-23 کو پاکستان برطانوی اثر سے آزاد ہو گیا

☆ 58-10-27 کو جنرل محمد ایوب خان نے 56ء کا آئین منسوخ کر کے ملک میں مارشل لا نافذ کر دیا اور ہر سطح پر عوام کو حکومت میں شریک کرنے کے لئے بنیادی جمہوریت کا فلسفہ پیش کیا۔

☆ 59-12-26 کو بنیادی جمہوریتوں کے الیکشن ہوئے پھر ملک میں بلدیاتی نظام نافذ ہو گیا۔ جس سے ملک میں 3064 یونین کونسلیں 195 ٹاؤن کمیٹیاں 697 یونین کمیٹیاں 188 تحصیل کونسلیں 45 ضلع کونسلیں 80 میونسپل کمیٹیاں 31 کنٹونمنٹ بورڈ 14 ایجنسی کونسلیں تشکیل پائیں۔ بنیادی جمہوریتوں کے ذریعہ مسلم فیملی ایکٹ نافذ کر کے پہلی بار شادی کی رجسٹریشن سے عورتوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

☆ 60-2-24 صدارتی کابینہ نے وفاقی دارالحکومت کا نام "اسلام آباد" رکھنے کی منظوری دی۔

☆ 65-1-2 کو پاکستان میں پہلا صدارتی الیکشن ہوا جس میں متحدہ حزب اختلاف کی امیدوار محترمہ فاطمہ جناح تھیں۔ مسلم لیگ کی طرف سے محمد ایوب خان تھے۔ چونکہ یہ الیکشن حق بالغ رائے دہی کی بنیاد پر نہ تھے لہٰذا اس میں ووٹ دینے کا اختیار صرف دیہی اور شہری کونسلوں کے ممبران کو حاصل تھا۔ چیف الیکشن کمشنر جی معین الدین نے رات 9 بج کر 30 منٹ پر صدر محمد ایوب خان کی کامیابی کا اعلان کیا۔ اس الیکشن میں محمد ایوب خان نے 49951 فاطمہ جناح نے 28691' کے ایم کمال نے 183 اور میاں بشیر احمد نے 62 ووٹ حاصل کئے۔ یوں پاکستان میں پارلیمانی نظام کے بعد صدارتی طرز حکومت کا آغاز ہوا۔ لیکن پارلیمانی نظام لانے والی پارٹیوں نے اندرونی شورشوں سے نظام کو ناکام بنا دیا۔ صدر ایوب خان اس وقت کے چیف آف آرمی سٹاف جنرل محمد یحییٰ خان کو اقتدار منتقل کر کے رخصت پر چلے گئے۔ جنرل محمد یحییٰ خان نے 70-12-7 کو قومی اور 70-12-17 کو صوبائی اسمبلیوں کے مخلوط الیکشن کرائے جس کے نتیجہ میں مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمٰن کی عوامی لیگ چھ نکات کی بنیاد پر الیکشن جیت گئی اور مغربی پاکستان میں سندھ اور پنجاب میں پاکستان پیپلز پارٹی کو اکثریت ملی۔ انتقال اقتدار کے لئے اندرونی اختلاف میں بھارت کی مسلح مداخلت سے پاکستان دو لخت ہو گیا۔ ملک کے دو حصوں میں الگ الگ حکومتیں قائم ہو گئیں جن کی تفاصیل سے ہر ایک آگاہ ہے۔ باقی ماندہ پاکستان کو متحد رکھنے کے لئے سیاستدان قرآن کریم کو بھول گئے اور

کے آئین پر اتفاق کر لیا۔ اس کے بعد ملک میں قادیانیوں کا مسئلہ انتہائی عروج پر پہنچ گیا۔ 1973ء
قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو طویل تحقیقات کے بعد غیر مسلم قرار دے دیا یہ تاریخی دن 7 ستمبر ۱۱۱۴ء
تھا۔

☆پاکستان میں مذہبی حلقوں نے اگر کسی سیاسی جماعت کے کسی کام کی بیک زبان حمایت کی' تو وہ قادیانی مسئلہ تھا جس پر پیپلز پارٹی کو علمائے کرام اور مشائخ عظام کی حمایت حاصل ہو گئی۔ اس کی ایک جھلک پیش خدمت ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی نے فرمایا۔

" اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ 90 سال سے اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو مسئلہ اندرونی خطرہ بنا ہوا تھا پیپلز پارٹی اور ذوالفقار علی بھٹو نے اسے حل کر کے خود کو مبارکباد کا مستحق بنا لیا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا مبارکباد کے مستحق ہیں "
(روزنامہ جنگ)

پروفیسر غفور احمد نے فرمایا

" قادیانی مسئلہ کے متعلق تمام اراکین قومی اسمبلی اور مکاتیب فکر نے جو فیصلہ کیا ہے۔ میں اس سے قطعی طور پر متفق ہوں۔ "

ہفت روزہ چٹان لاہور نے لکھا

" میں یہ اعلان کرتا رہا ہوں کہ مسٹر بھٹو ہی قادیانی فرقہ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر کے اقلیت قرار دیں گے۔ الحمد اللہ یہی ہوا۔ انہوں نے 13 جون کو ملت اسلامیہ سے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کر دیا۔ آج پاکستان ہی نہیں بلکہ کائنات کے مسلمان مسٹر بھٹو کے احسان مند ہیں۔ انہوں نے جرات ایمانی کا ثبوت دیا اور پاکستان میں قادیانیت کا ہمیشہ کے لئے دروازہ بند کر دیا۔ "

جن شخصیات نے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کا شکریہ ادا کر کے انہیں خراج تحسین پیش کیا ان میں خواجہ قمر الدین سیالوی سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف' پیر کرم شاہ الازہری سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ شریف' ظہور الحسن بھوپالی' مولانا محمد حسن حقانی' مولانا عبدالعزیز چشتی' ملک محمد اکبر ساقی' مولانا غلام قادر اشرف' مولانا شاہ احمد نورانی' مولانا فضل الرحمٰن' مخدوم زادہ قاضی اسرار الحق' مولانا مفتی محمود' مولانا غلام غوث ہزاری' اور مولانا عبدالحکیم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ہر چند کہ قومی سطح پر قادیانیوں کو غیر مسلم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں دیا گیا لیکن اس سے بہت پہلے علامہ غلام احمد پرویزؒ کے استدلال پر ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر جناب محمد اکبر صاحب انہیں غیر مسلم قرار

دے چکے تھے۔ یہ فیصلہ 7 فروری 1935ء کو سنایا گیا تھا۔ جناب محمد اکبر صاحب کا یہ فیصلہ " مقدمہ مرزائیہ بہاولپور " کے نام سے تین جلدوں پر پھیلا ہوا ہے جسے اسلامک فاؤنڈیشن' ڈیوس روڈ لاہور' نے شائع کیا ہے (یہ کتاب ادارہ طلوع اسلام سے بھی دستیاب ہے)۔ ہمیں یقین ہے کہ مستقبل کے مورخین پاکستان میں قادیانیوں کے انجام کی داستان رقم کرتے وقت بہاولنگر کے دسٹرکٹ جج جناب محمد اکبر اور علامہ غلام احمد پرویزؒ کے اسماء گرامی نہ بھول سکیں گے۔

(جاری ہے)

● ● ● ●

کراچی صدر اور حیدر آباد (قاسم آباد) سندھ میں

سلسلہ وار درس قرآن کریم کا اہتمام (بذریعہ ویڈیو کیسٹ) مندرجہ ذیل مقامات پر کیا گیا ہے۔

شہر	مقام	دن	وقت
کراچی صدر	فاروق ہوٹل ہال۔ زیب النساء سٹریٹ بالمقابل فٹ رائٹ شوز شاپ	اتوار	10 بجے صبح
حیدر آباد	12-B حیدر آباد ٹاؤن فیز 2 بالمقابل نسیم نگر قاسم آباد	اتوار بعد نماز عصر	

دعوت عام ہے تشریف لائیں

قرآنی لٹریچر۔ جملہ مطبوعات طلوع اسلام ٹرسٹ' مجلّہ طلوع اسلام کے تازہ شمارے درس کے دوران 35% رعایت کے ساتھ حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

رابطہ:
ایاز حسین انصاری نمائندہ بزم طلوع اسلام کراچی صدر' بزم طلوع اسلام قاسم آباد حیدر آباد (سندھ)
ٹیلی فون: کراچی 4571919 حیدر آباد 654906

نئی کتب

ترغیبات جنسی یا شہوانیات

علامہ نیاز فتحپوری

قیمت ‎-/150‎ روپے

فحاشی دُنیا میں کب اور کس کس طرح رائج ہوئی نیز یہ کہ مذاہب عالم نے اس کے رواج میں کتنی مدد کی۔ جنسی میلانات اور شہوانی خواہشوں پر علامہ نیاز فتح پوری کا جامع تاریخی، علمی و نفسیاتی تجزیہ

یورپ کے عظیم سیاسی مفکرین

ڈاکٹر ہاشم قدوائی

قیمت ‎/180‎ روپے

قدیم اور جدید سیاسی فکر اور مختلف تہذیبوں میں مثلاً ہندو، قدیم چینی، عبرانی یا یہودی سیاسی فکر، یونان اور جدید یورپ کے بانی سیاسی مفکرین کا فکر انگیز تجزیہ ڈاکٹر ہاشم قدوائی کے قلم سے۔ ان نظریات اور خیالات کے مطالعے سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان کا ہماری زندگی سے کتنا زیادہ گہرا تعلق ہے۔

نسل اور نسلی امتیازات

ڈاکٹر عبدالقادر عمادی

قیمت ‎/50‎ روپے

انسان سائنس اور سماجی علوم کے میدان میں ترقی کرنے کے باوجود نسلی عصبیت اور نسلی تعصبات کا شکار ہے جو کہ عالمی امن کے لیے ایک سنگین مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر عبدالقادر عمادی کا اس عالمی مسئلے پر ایک فکر انگیز تجزیہ ہے تاکہ عوام کے ذہن اس مسئلہ پر واضح ہو سکیں۔

اسلامی انقلاب کی جدوجہد

محمد شعیب عادل

قیمت ‎/100‎ روپے

اس کتاب میں مصنف نے پاکستان میں مذہبی جماعتوں کے قائدین کا فکری جائزہ لیا ہے کہ کیا پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو سکتا ہے؟ مصنف کا دعویٰ ہے کہ جو کچھ اسلام کے نام پر 1400 سال سے قتل و غارت ہو رہی ہے وہ صرف اقتدار کی جنگ کے لیے ہے۔ ان بنیادوں پر کبھی بھی پوری دنیا میں اسلامی نظام کی عمارت کھڑی نہیں ہو سکتی

ڈسٹری بیوٹر

دوست ایسوسی ایٹس

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 7122981

پاکستان میں
علامہ غلام احمد پرویزؒ
کا درسِ قرآنِ کریم مندرجہ ذیل مقامات پر ہوتا ہے

شہر	مقام	دن	وقت
1- ایبٹ آباد	234 کے۔ ایل کیہال۔ رابطہ: گل بہار صاحبہ	بروز منگل	4 بجے شام
2- ایبٹ آباد	234 کے۔ ایل کیہال۔ رابطہ: شیخ صلاح الدین	ہر روز	عندا لطلب
3- اوکاڑہ	60 - خان کالونی - فیصل آباد روڈ رابطہ: رانا ندیم سہیل (ایڈووکیٹ) فون: 511010	دوسرا اور چوتھا جمعہ	4 بجے شام
4- بورے والا	برمکان محمد اسلم صابر۔ مرضی پورہ گلی نمبر5۔ رابطہ فون: 55438	پہلا اور تیسرا اتوار	10 بجے صبح
5- پشاور	دفتر جناب عبداللہ ثانی صاحب ایڈووکیٹ۔ کابلی بازار۔ رابطہ: 840945	ہر بدھ وجمعہ	5 بجے شام
6- پشاور	برمکان ابن امین فقیر آباد	جمعۃ المبارک	4 بجے شام
7- پیر محل	مکان نمبر140/139۔ مدینہ پارک	ہر ماہ پہلا اتوار	9 بجے صبح
8- پنج کسی	برمطب حکیم احمد دین	جمعۃ المبارک	3 بجے سہ پہر
9- جہلم	برمکان محترم قمر پرویز مجاہد آباد' جی۔ ٹی روڈ	جمعۃ المبارک	4.30 بجے شام
	القلم سکول چک جمال روڈ۔ کالا گجراں	مہینے کا آخری اتوار	9 بجے صبح
10- جلالپور جٹاں	یونائیٹڈ مسلم ہسپتال	جمعرات	10 بجے صبح
11- چنیوٹ	ڈیرہ میاں احسان الٰہی کونسلر بلدیہ پیر بھٹہ بازار	جمعۃ المبارک	بعد نماز جمعہ
12- چک 215 ای۔ بی	برمکان چوہدری عبدالحمید	جمعۃ المبارک	8 بجے صبح
14- حیدر آباد	B-12 قاسم آباد بالمقابل نسیم نگر	جمعۃ المبارک	بعد نماز عصر
15- راولپنڈی	بمقام 4385/47-E اپر سٹوری ہائی وے آٹوز نزد پل لئی گوا لمنڈی راولپنڈی فون: 74752	جمعۃ المبارک	4.30 بجے شام
16- سرگودھا	60- اے سول لائنز' ریلوے روڈ۔ رابطہ فون: 720083	اتوار	9 بجے صبح
17- فیصل آباد	23- سی پیپلز کالونی (نزد تیزاب مل) رابطہ: ڈاکٹر محمد حیات ملک۔ فون: 720096	ہر جمعۃ المبارک	3.30 بجے دوپہر

شہر	مقام	دن	وقت
18- کراچی	کراچی سی بریز' روم نمبر 105 شارع فیصل رابطہ شفیق خالد- فون: 0201-713575	اتوار	10 بجے صبح
19- کراچی	مکان 16 گلشن مارکیٹ' 36/C ایریا کورنگی 5 رابطہ: محمد سرور' فون: 312631	اتوار بروز پیر	11.30 بجے صبح بعد نماز مغرب
20- کراچی صدر	فاروق ہوٹل ہال- ایاز حسین انصاری رابطہ فون: 4571919	اتوار	10 بجے صبح
21- کوہاٹ	برمکان شیر محمد' نزد جناح لائبریری	اتوار	8 بجے صبح
22- کوئٹہ	صابر ہومیو فارمیسی توغی روڈ- رابطہ فون: 825736	جمعتہ المبارک	4 بجے سپہر
23- گوجرانوالہ	شوکت نرسری گل روڈ' سول لائنز	جمعتہ المبارک	بعد از نماز جمعہ
24- گجرات	مرزا ہسپتال' کچہری روڈ	جمعرات	3 بجے
25- گھوئینکے (سیالکوٹ)	برمکان محمد حسین گھمن	ہر ماہ پہلا جمعہ	بعد نماز جمعہ
26- لاہور	25- بی گلبرگ II (نزد مین مارکیٹ)	اتوار	9 بجے صبح
27-	مکان نمبر 1582/83 عید گاہ روڈ محلہ جاڑن شاہ	جمعتہ المبارک	بعد نماز جمعہ
28- ملتان	شاہ سنز بیرون پاک گیٹ	اتوار	10 بجے صبح
29- ماموں کانجن	برمکان ڈاکٹر (ہومیو) محمد اقبال عامر چک 509 گ ب رابطہ فون: 345-04610	جمعتہ المبارک	بعد نماز جمعہ
30- رانی پور	اوطاق ڈاکٹر سلیم سومرو سومرو محلہ رابطہ شفیع محمد سومرو	جمعتہ المبارک	بعد نماز عشاء
31- واہ کینٹ	برمکان محمد اکرم خان 21-FC/231	بروز بدھ	چھ بجے شام

نوٹ- ہفتہ وار چھٹی کی تبدیلی کے پیش نظر نئے اوقات سے مطلع فرمائیں-

علامہ غلام احمد پرویزؒ کی جملہ تصانیف اور ماہنامہ طلوع اسلام کا تازہ شمارہ بھی دستیاب ہوتا ہے-

تحریک طلوع اسلام سے متعلق استفسارات مندرجہ بالا مقامات پر موجود کارکنان تحریک کے حوالہ کیجئے-

جواب ادارہ سے براہ راست دیا جائیگا-

WHY THIS EMOTIONALISM !

BY

Shamim Anwar

It is historically recognised that among other characteristics, a decadent or an undeveloped society is highly emotional. At all times it lives on high emotional pitch, for in such a state of mind no hard mental work and exercise is required. Patience, restraint, reasoning and analysis are qualities from which they have distanced themselves. Moreover, in any given society, this kind of an emotional syndrome suits the priesthood, for it thrives on emotions alone. All slogans, declare that Islam is in danger and thousands will follow him blindly even if it means falling off the cliff. Ever since, the promulgation of law of Balsphemy, fanaticism and intolerance has gained ground as never before not only against Christians and other minorities but also among the various sects of the majority community. The worst part of it is that the people have taken the law into their own hands, and no proper course is followed in taking the relevant matter to the court. The court alone is entitled to mete out justice and announce the punishment accordingly. Since this is not done the atmosphere in the country is reeking with fear and insecurity. Sometimes a ten year old boy is victimised at another a sectarian bomb is blasted in the court premises, the place of justice and balancing of scales; and now in Shantinagar, ironically meaning the land of peace, the people go amuck, causing blood and destruction.

I have long believed that any act of blasphemy or any kind of attack is bad enough, it is an uncivilised and self-destructive behaviour, but a violent emotional reaction to it is an indication of weakness and lack of confidence. Talking of weakness, I am reminded of one of my teachers at the master level in the Punjab University. He made a statement (the nature of which I forget now) during the course of his lecture which caused considerable but quiet emotional agitation in the class. Eventually he made a remark to the following effect: "Remember", he said, "if your faith or beliefs are as weak as an earthen-ware vessel, then let it break". The remark had a tremendously healing effect on my mind. Passing through a phase of scepticism and uncertainty, I at the time lingered between traditionalism and what Sir Syed Ahmad Khan would have described as the "New Light." I immediately felt relaxed and contented, without any remaining sense of guilt. So the people of this country are only betraying their hollowness and lack of convictions. This is dangerous perhaps not so much for the minorities as it is for themselves.

Moreover, it should be brought home to us that when we talk about facts and truths, when we say for example that 2+2=4 or H_2O is water, then no amount

of blasphemy can shake it or make any difference. Even if the whole world votes against the sun, or to make it relevant to the current situation, votes against the Quranic Truths, the Truth remains the Truth and the sun continues to shine. Similarly, the greatness of Muhammad (PBUH) or any other Nabi cannot be marred: they are what they are. They are too solid and too glorious to be demolished and overshadowed by a few words, spoken or written. Furthermore, what has come and gone, people or situations and events, they cannot be undone, no matter what the abuse and what the insult.

I think the most grievous and terrible form of blasphemy is ones own behaviour vis a vis ones own beliefs. A moment of introspection and a little observation of the happenings around us of our own making, will vindicate in a glaring way that we are committing blasphemy every waking hour of our life. The corruption rampant in every walk of life: deceit and fraud, dishonesty and lies are not isolated events but a way of life: women bashing, child labour and abuse is a daily occurrence: water, worthy of drinking is available to only 30%, and daily bread is a nerve wrecking struggle bordered on near starvation: health and education facilities are a disaster and cleanliness is now a dream of the past. We have become a symbol of all that is ugly and inhuman. Indeed, I am repeating what is known to all, but I am replaying the scenario to point out that every act of ours is a denial of what we profess to believe. This is blasphemy. Imagine! This image of ours is identified with the Quran and Muhammad (PBUH), an image which has declared us globally as the second most corrupt country in the world, and what is worse, a "failed state." We have made ourselves a living testimony of a character that insults the Quran. It is not the anti-Quranic writings on the walls of the mosque or a few pages of the Quran desecrated and thrown into the mosque (that is, if it ever so happened), but certainly, it is our devastating behaviour in Shantinagar which is blasphemous.

That this should happen in Pakistan is a greater shame, because Iqbal's vision which created this country was no ordinary one. It was a challenge to all the existing systems and the onrush of certain concepts and institutions. A lot could be written on that but keeping restricted to the anguish of the situation we are concerned about, the Quranic justification for creating a new group then and now was that while every existing group at its best does all it can for itself, there is none which would take care of the human race as a whole and stay the hand of the tyrant where ever it might be. Its objective is to protect the unprotected. The life, property and the houses of worship of all groups are to be protected against attacks from outside with their own blood. Their assigned role is that of a "*Chawkidar*" so that humanity can live and sleep in peace. If this cannot be done, there is no justification for the existence of this group, because the Quranic objectives of a

Muslim state cannot be compromised. They are permanent and enshrined in the Quran for anyone, any time to take guidance from.

Once again, I am reminded of another statement made by a Christian gentleman whose name I forget, but he was the son of the Christian leader, Joshua Fazaldin. This was more than two decades ago, but I still remember his sense of disappointment and bitterness at the direction things were moving, victimised Christians being no exception. Quoting his father he said that he, that is, Joshua Fazaldin had specially decided to stay on in Muslim Pakistan rather than in secular India. The reason was that Jinnah had promised protection to all in accordance with the Quranic values. His understanding was that since Quranic values are permanent, for all times, they cannot be changed by a majority vote. On the contrary, in a secular state, such promises can be changed by counting of votes. So the element of uncertainty is always there.

I have put his statement in my own words, but any family member could corroborate or explain it better if they read this. Anyway, I think there cannot be a more glowing tribute to the Quran and the promise that Jinnah made accordingly.

The previous government of Benazir Bhutto wanted to make sure that if "Blasphemy Law" could be implemented in such a way that only the courts could tackle this sensitive issue was badly thwarted by the Ulemas, who charged her with wanting to abolish it altogether. She denied it, and the matter ended there. Now that Nawaz Sharif has a massive mandate, and has promised to protect minorities according to the promises made by the Qaid-e-Azam, we can hope that something well be done about the Blasphemy Law as well. If the Law has to stay, then it should be first investigated whether the punishment for it is death. secondly, it must be ensured that the public does not take this law into its own hands. People like Joshua Fazaldin should be honoured regarding their decision to live in Pakistan and we should see to it that they never regret their decision.

KINDLY MAKE SURE THAT THE SUBSCRIPTION FOR THE YEAR 97
HAS BEEN PAID AND PERSONAL ACCOUNT(KHATA) IS DULY REPLENISHED
YOUR SUBSCRIPTION TO GIFT FUND IS ALSO AWAITED

EXPOSITION OF THE HOLY QURAN

***

VOLUME. 1

****

Sura *AL FATIHA* (1) to *SURA AL KAHAF* (18)

AN ENGLISH RENDERING OF THE FAMOUS URDU PRESENTATION

MAFHOOM-AL-QURAN

BY

ALLAMA PARWEZ

BOND. Rs: 400/=(POSTAGE EXTRA)

TOLU-E-ISLAM TRUST

25-B, GULBERG 2, LAHORE-54660
PAKISTAN. PHONE & FAX - 5764484

(Total Proceeds from *Tolu-e-Islam* Trust Publications are spent on dissemination of Quranic Teachings).

A LETTER TO THE PRIME MINISTER OF PAKISTAN FROM AN INDIAN MUSLIM IN OMAN

ooooooooOOOOOOOOOOoooooooooo

25th February, 1997

Dear Prime Minister

Assalamu Alaikum

At the very outset, I must say that not only Pakistanis, but all Muslims are looking towards you for deliverance, especially those in the subcontinent, leaderless as they are.

As a keen student of Quran, I believe that the Holy Book provides solution to all human ills. There is no need to look elsewhere. Mullaism is a creation of Priesthood, an easy tool in the hands of materialistic West to propagate vested interests and malign Islam

Today's economic situation, authored and promoted by the capitalist West is the system of human exploitation, based on interest (Ribah) called 'Hurum' by Quran. Let Zakat replace interest till we reach Islam's truest stage where there will be no distinction between the ruler and the ruled. Only the rule of Almighty Allah will prevail for *Amirul Mominin* to implement and enforce His dictates for the welfare of the Ummah.

I am an Indian from the state of Gujrat. I am deeply impressed by the works of ***Allamah Parwez*** whose understanding of Quran enlightens our Nafs.

I wish you all success in your endeavors to turn Pakistan into true Islamic state, strong enough to inspire mankind. Islam is a Deen for all human beings (Ameen).

Yours in Islam
Sd/xxxxxxxxxx
Ibrahim Patel
P.O.Box 474, Ruwi - 112 Sultanat-e-Oman.

کتابیں

جو ادارہ طلوع اسلام سے دستیاب ہیں

1۔	روداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور (جلد اول، دوم اور سوم)	950روپے
2۔	اسلام اور پاکستان کے خلاف گہری سازش	10 روپے
3۔	SEVEN PRINCIPLES OF SUCCESS	65 روپے
4۔	دستیاب پمفلٹس (PAMPHLETS)	1 روپیہ

سردست مندرجہ ذیل عنوانات پر پمفلٹس دستیاب ہیں۔

1۔ دنیا نظام محمدی کے لئے بیتاب ہے
2۔ اسلام ہی کیوں سچا دین ہے؟
3۔ الصلوٰۃ
4۔ الزکوٰۃ
5۔ فرقے کیسے لٹ سکتے ہیں؟
6۔ قیام پاکستان اور علامہ اقبالؒ
7۔ کیسا حسین تھا یہ خواب
8۔ اسلامک آئیڈیالوجی
9۔ تحریک طلوع اسلام کا مقصد و مسلک
10۔ آزادی کا قرآنی مفہوم
11۔ مرزائیت اور طلوع اسلام
12۔ ISLAMIC IDEOLOGY

نوٹ۔ ایک ہزار کاپی کا آرڈر دیکر طلوع اسلام کا کوئی بھی پمفلٹ یا ماہنامہ طلوع اسلام کے کسی مضمون کا نقش ثانی (RE - PRINTS) ایک ہفتے کے اندر حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تمام آرڈرز اور رقوم ادارہ طلوع اسلام۔ 25۔ بی گلبرگ 2۔ لاہور کے نام ارسال کی جائیں۔

(سرکولیشن مینجر۔ ماہنامہ طلوع اسلام)

●●●●

مرنے کے بعد کیا ہو گا؟

ہر شخص کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے' لیکن اس کا جواب کہیں سے نہیں ملتا۔ انسانی ذہن اس کا جواب دے ہی نہیں سکتا کیونکہ اس کا دائرہ دنیاوی زندگی تک محدود ہے۔

اس کا جواب قرآن مجید ہی دے سکتا ہے

کیونکہ وہ اس خدا کی کتاب ہے جو عالم الغیب والشھادۃ ہے لیکن قرآن مجید کے ان حقائق کو سمجھنے کے لئے بڑے وسیع علم اور گہرے فکر کی ضرورت ہے!

مفکر قرآن' علامہ پرویزؒ نے اپنے مدت العمر کے غور و فکر کے بعد ان حقائق کو اپنی معرکہ آرا تصنیف

جہان فردا

میں' صاف' سادہ لیکن دلکش انداز میں پیش کر دیا ہے۔ اس میں موت و حیات' برزخ' حشر' نشر' قیامت' حساب کتاب' اعمالنامہ' جنت' دوزخ اور حیاتِ جاوداں وغیرہ تمام مباحث آ گئے ہیں۔

یہ بڑی بصیرت افروز اور حقیقت کشا کتاب ہے۔

قیمت اعلیٰ ایڈیشن (علاوہ ڈاک پیکنگ خرچ) Rs : 160 : 00 — مینجر طلوع اسلام ٹرسٹ

سٹوڈنٹ ایڈیشن (علاوہ ڈاک پیکنگ خرچ) Rs 80:00 — 25- بی گلبرگ 2- لاہور

DARS-E-QURAN (ABROAD)

(Recorded Lectures of Allama Parwez (r)

BOOKS AND MAGAZINE TOLU-E-ISLAM ARE ALSO AVAILABLE AT THE FOLLOWING PLACES.

1. **CANADA**
627 The West Mall
Suite 1505 Etobicoke, ONT M9C 4W9 — First Sun
(416) 245-5322 Or 620-4471

2. **DENMARK** — 11AM
Mr. M.Afzal Khilji,
Gammel Kongevej 47,3.th., 1610 Kobenhavn V — Last Sat

Kuwait — 1900 Hrs
Flat No. 6, Floor No. 3
Taher Bu Hamad Building Oppsite Al-Othman Mosque, — Friday
Hawally, Kuwait — 9:30 AM

4. **NORWAY**
Galgeberg, 4th fioor — 1st Sun
Trosvik Snippen.3 — 4.PM
1610. Fredrikstad — Sunday

5. **UNITED KINGDIM** — 12.PM
(i) Birmingham
229 Alum Rock Road — Sunday
(ii) London — 3PM
76 Park Road Ilford Essex
Phone 081-553-1896 — 1st Sun
(iii) Yardley — 2:30PM
633 Church Road, Yardley, Birmingham
B33 8HA (Phone 021-628-3718) — Last Sun
(iv) Essex — 2PM
50 Arlington Road, Southend-on-Sea
ESSEX SS2 4UW, Phone 0702-618819 — 2nd Sun
(v) Yorkshire — 3PM
Cardigan Community Centre
145-49 Cardigan Road LEEDS-6 — 1st Sun
Contact M. Afzal Phone 0532-306140 — 3PM

Dars-e-Quran
Oslo (NORWAY)TV — Time under consideration